عنوانِ تلاش
اوتار کرشن گنجو
تخلص بھارتی سحر گاندربلی

پیشِ نظر کتاب ہمارے واٹس ایپ گروپ کے سکالرز کی طلب پہ سافٹ میں تبدیل کی گئی ہے۔ مصنفِ کتاب کے لیے نیک خواہشات کے ساتھ سافٹ بنانے والوں کے حق میں دعائے خیر کی استدعا ہے۔

زیرِ نظر کتاب فیس بک گروپ ''کتب خانہ'' میں بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے۔
گروپ کا لنک ملاحظہ کیجیے :

https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share

میر ظہیر عباس روستمانی

03072128068

Scanned by CamScanner

کتاب کا نام : عنوانِ تلاش

مصنف : اوتار کرشن گنجو تخلص بھارتی سحرؔ گاندربلی

چھاپ خانہ : جے کے آفیسٹ پریس نئی دہلی

خوش نویس : بشیر اجتبیٰ

سرورق : بشیر اجتبیٰ

تعداد : ۲۰۰

قیمت : /۲۲۰ روپے

نوٹ : ۔ اس کتاب کو چھاپ کر انگریزی ہفتہ وار اخبار ڈیمو کے مدیر نے بازار میں شائع کی ۔

فہرست

پنڈت شودر جو گنجو

انتساب

میں یہ تصنیف اپنے آنجہانی دادا جی پنڈت شودر جو گنجو کے نام شایع کر رہا ہوں جنکا پیار محبت اور دادا کا لاڈ لا ابن مصنف نے زایہ پیدائش سے انکا پیار نہیں دیکھا کیونکہ مصنف کے پیدا ہونے سے پہلے وہ اس دنیا سے چل بسے۔ پنڈت شودر جو ۱۸۳۰ء میں تولہ مولہ محلہ تلوان پورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۰ء میں اس فانی دنیا سے چل بسے۔

آغاز تعارف

میں نے پہلی کتاب کشمیری زبان میں ۱۹۷۷ء کو شایع کی۔ اس تصنیف کا عنوان "ییچھ لہ وڈز گگہ لوٗر" جناب پیتامبر ناتھ درفانی صاحب نے اپنے تاثرات اس کتاب کے بارے بیان کئے ہیں۔ کافی جدوجہد کے بعد مارچ ۱۹۸۰ء میں ریڈیو کشمیر سرینگر کے تاثرات مظفر اعظم کے ذریعہ نشر ہوئے میں جناب فدا حسین سابقہ ڈائریکٹر جموں وکشمیر لائبریری کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری کشمیری کتاب سرکاری لائبریری کے لئے صوبہ کشمیر کیلئے تسلیم کی۔ کافی جدوجہد کے بعد جموں کشمیر کلچرل اکیڈیمی نے میری اسی کتاب کو اپنی لائبریری کیلئے تسلیم کی۔ میں جناب پی۔ ایل رینا ڈپٹی سیکریٹری محکمہ تعلیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ۱۹۷۹ء میں میری کتاب کو محکمۂ تعلیم کے لائبریریوں کے لئے مسترد کردی۔ میں جناب بجن سوپوری جناب پران کشور کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری کشمیری کتاب ریڈیو کشمیر کے میوزک سیکشن کے لئے مسترد قرار دی۔ جس سے میں نے اپنی نظموں، غزلوں پر تحقیق برائے ساز مسترد کیا اور یہی وجہ ہے میں اس زبان میں نیا مجموعہ شائع نہ کرسکا۔

۱۹۷۷ء سے لیکر ۱۹۸۲ء تک کشمیر یونیورسٹی میں بی۔ اے کی تعلیم پوری نہ

حتیٰ کہ انگریزی پرچہ ہوا کرتے۔ میں نے ۹ بار کشمیر یونیورسٹی کا دہشت گردانہ رویہ دیکھا۔ اس میں کن لوگوں کا ہاتھ پایا یا تو وہ سیاسی قتل کرنا چاہتے یا تو وہ کسی شخصیت کو دبانا چاہتے۔ میں نے امتحانی مرکز میں کئی طالب علم ایسے بھی پائے جو اپنی حاضری کرنیکے بعد اپنے امتحانی مرکز میں سفید پرچہ دے کر امتحان میں کامیاب قرار پائے جاتے رہے۔ معلوم نہیں میرے پر چوں پر پکڑی ہوا کرتی۔ کیونکہ سیاسی طور پر مجھے اور میرے خاندان پر عتابیات کئی سیاسی رہنما لیتے رہے۔ میں نے کئی کشمیری پنڈت جو کہ ریڈیو کشمیر سرینگر میں بڑے عہدے پر فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان ہی کے صاحبزادوں کو میں نے اسی سٹیشن میں بڑے عہدوں پر کام کرتے پایا۔ اور مجھے اپنی ادبی تحقیق سے فراموش کرایا۔ میں نے یہ بھی تحقیق کیا کہ ریاست کے کشمیر سے وابستہ شاعروں، دانشوروں کے فرزند بڑے بڑے عہدوں پر کام کرتے دیکھا۔ مثلاً ان میں کشمیری اقلیت کے فرزند مرکزی دفاتر میں تعینات کئے گئے اور اکثریتی طبقہ کے بچے ریاست کے دفاتروں میں بڑے بڑے عہدوں پر فرائض انجام دیتے رہے۔

میں نے کشمیر یونیورسٹی کا المناک واقعہ ریاست کے سابقہ گورنر جناب جگموہن سے رجوع کیا۔ کئی نظمیں ان کے نام ارسال کیں، لیکن مجھے تحریری طور کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ پھر بھی زبانی طور کچھ باتوں کا اشارہ ملا۔ میں اسی کتاب میں اسی لئے یہ چند نظمیں "جگموہن نمبر" کے طور پر اسی کتاب میں شائع کرتا ہوں۔

میں جناب جگ موہن سابقہ چانسلر کشمیر یونیورسٹی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ستمبر ۱۹۸۶ میں ایک تحقیقاتی کمیٹی تعینات کی جسکے سربراہ جناب بی۔ کے۔ گوہا سابقہ چیف سیکریٹری جموں و کشمیر ہے۔ وہ تحقیقاتی کمیٹی انہوں نے کسی شاعر کو ذہنی

تکلیف دنیا پر مشتمل تھی۔ ابھی تک وہ رپورٹ ریاستی سرکار نے شایع نہیں کی۔ میں ایوان ہند کے اجلاس پائین کے سابقہ سربراہ جناب بلرام جاکھڑ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے زبانی اس المناک واقعہ کے بارے اشارہ دیا۔

اس کتاب کو شایع کرنے سے پہلے میں نے جناب جگن ناتھ آزاد صاحب سے مشورہ لیا۔ لیکن وہ بہت بڑے بلند پایا اور عالمی اردو زبان کے ماخذ و ماہر ادیب مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے مجھے کئی باتیں زبانی کہیں، میں کچھ حد تک متفق اور غیر متفق بھی رہا۔

جناب جگن ناتھ آزاد کا تعارف مجھے پہلے کشمیر میں ہی ہوا۔ لیکن لیکلام روبرو مجھے خاص واقفیت آزاد صاحب کے ساتھ نہیں تھی۔ لیکلام روبرو میری ملاقات آزاد صاحب کے ساتھ اقبال میموریل ٹرسٹ کے ذریعے ہوئی۔ اُن دنوں آزاد صاحب ڈائریکٹر فیلڈ سروے آرگنائیزیشن صوبۂ کشمیر میں کام کرتے تھے۔ کشمیر میں ایک اور ادبی تنظیم کا قیام ۱۹۷۱ء میں مرزا غلام حسن بیگ عارف کی سربراہی میں عمل پذیر آئی جس میں عارف صاحب نے کشمیر کے کچھ معاروف و مشہور ادیبوں کا ذکر اس تنظیم میں لایا جس میں مرحوم صدر الدین مجاہدؔ، جناب مکھن لال مہو، پروفیسر گلی۔ این بھانؔ جناب محمد زمان آزردہ، جناب غلام نبی تنویر، جناب پرتھوی ناتھ کول سائل اور عبد الغفار متو مجبورؔ اس ٹرسٹ کے مشہور سربراہ رہے۔ اس تنظیم کے تحت پہلا مشاعرہ اسلامیہ سکول میں قیام پذیر آیا۔ اور مرحوم مولوی محمد فاروق کی صدارت میں محفل مشاعرہ ہوا جس میں دیگر شاعروں کے علاوہ جناب جگن ناتھ آزاد صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ میں بھی اس تنظیم میں ایک کارکن کی حیثیت اور ورکنگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے اس

تنظیم میں دل وجان سے کام کرتا رہا۔ اس تنظیم کا پہلا اجلاس پتمر مسجد میں نیشنل کانفرنس کے صدر دفتر میں منعقد ہوا۔

شاعری عام نہیں پائی جاتی۔ شاعر چند ہوتے ہیں۔ انہوں نے مجھے وزن کے بارے میں جو باتیں کہیں میں اس رائے پر متفق رہا لیکن اگر شاعر وزن قائم رکھے تو وہ اپنے شعر کے فرائض پورے طور انجام نہیں دے سکتا۔ شاعر کا کام شعر لکھنا اور تنقید نگار کا کام اُن کے شعروں پر تنقید برائے تنقید لکھنا۔ اب آزاد صاحب نے مجھے زبان کے بارے میں اہم باتیں بتائیں۔ اردو کے مشہور شاعروں کے مطابق اردو زبان لشکر زبان تسلیم کی جاتی ہے۔ اسی لئے ہم پنجابی، کشمیری، فارسی الفاظ سے بھی اس زبان کو روشناس کر سکتے ہیں۔ مجھے آزاد صاحب نے کچھ کتابیں جو کہ انہوں نے خود لکھی ہیں بطور تحفہ دے دیں۔ ابھی تک میں ان کتابوں کو پڑھ نہیں سکا۔ ابھی ابھی میں نے یہ کتاب "بوئے رمیدہ" پڑھتا ہوں۔ شاعر حضرات نے صفحہ نمبر ۲۸۹ میں مندرجہ ذیل شعر ؎

بہت دنوں سے کچھ ایسی ہے نصیحت دل کی

کہ جیسے تجھ سے ملاقات ہونے والی ہے

لیکن شاعر حضرات نے یہ بات تسلیم نہیں کی ہے۔ کیا یہ شعر اُس نے کسی فلمی شاعر کے طرز پر لکھا ہے۔ جیسے کہ "اب رات گذرنے والی ہے۔" خیر اپنی اپنی پسند اپنا اپنا خیال۔ آزاد صاحب کو ایک جواہرات قلم عالمی اردو زبان میں اپنے قلم سے تسلیم کرتا ہوں۔ اسی لئے میں نے ان کی ملاقات کے بعد انہیں غزل کی صورت میں چند شعر روزنامہ "سچ" کے ذریعے شائع کئے۔ لیکن شاعر حضرات کو کافی مصروفیات ہیں اور اسی لئے آج تک

جواب موصول نہیں ہوا۔ وہ غزل بھی صفحہ نمبر ۸۷ میں اسی کتاب میں شائع کر رہا ہوں۔ میں نے یہ کتاب ساہتیہ اکیڈیمی کو چھاپنے کی رائے کے لئے بھیجی۔ لیکن ان کا جواب موصول نہ ہوا۔ SA-113/LB/1171 DT-10/13 May 91 اس کے بعد متعلقہ اکیڈیمی والوں کو یہ گذارش کی۔ کیا یہ کتاب تعلیم کے لحاظ سے چھاپنے کے معیار پر آسکتی ہے یا نہیں لیکن ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ جو کہ اس نمبر کے تحت PUB/Chandar MA/ 2776/112/44/Dt. 24-5-91 میں پہلا شاعر ہوں جس کو ریاست جموں کشمیر کلچرل اکیڈیمی نے کسی بھی محفل میں دعوت نامہ نہیں بھیجا۔ نہ ہی اپنی علاقائی زبان میں اور نہ ہی کوئی میری تخلیق اپنے رسالوں میں شائع کی جس طرح آج کل ڈوگری زبان کو حکومت ہند آئین میں تسلیم نہیں کرتی۔ اسی طرح سے مجھے کافی مار پیٹ کرنے کے بعد ایک رات جیل بھی بھیجا جس پر میں نے نظم لکھی ہے جو کہ صدر ہند کے نام ارسال کی لیکن آج تک سیکریٹری صاحب کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اس نظم کو بھی صفحہ نمبر ۱۱۳ اسی کتاب میں شائع کرتا ہوں۔ میں ریڈیو کشمیر جموں کا تہہ دلانہ شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے وقتاً فوقتاً مشاعرے پر دعوت دی۔ میں پہلا شاعر ہوں جنہوں نے دوردرشن کے کسی بھی پروگرام میں شرکت نہیں کی۔

پھر میری رہائی ضمانت پر کرائی اور معاملہ زیر عدالت جموں میں رہا اور جموں کی عدالت سے مقدمہ یک طرفہ خارج کیا کیونکہ ٹینگ صاحب کبھی عدالت میں حاضر نہیں ہوئے۔ ایک پیشی جو بتاریخ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہوئی۔ اس سلسلے میں میں نے چند شعر غزل کی صورت میں اخبار "ڈوگرہ نیوز" میں شائع کی ہے جو ۱۶ دسمبر کو اخبار میں چھپی ہے۔ یہ غزل صفحہ نمبر ۸۳ میں اسی کتاب میں شائع کرتا ہوں میں نے دیوالی کی نظم ریاست کے سابقہ چیف سیکریٹری کے نام بھی روزنامہ "سچ" کے ذریعے ارسال کی۔ اسکو بھی اسی کتاب میں درج کر لکھتا ہوں میں نے دوسری نظم

ریاست کے متعلقہ گورنر کے نام بھی شائع کی ہے۔ وہ بھی اسی کتاب میں شائع کر رہا ہوں۔

میں کسی بھی سیاسی تنظیم سے وابستگی نہیں رکھتا ہوں نہ ہی کسی سیاسی تنظیم کا رکن ہوں۔ میں ایک سرکاری ملازم ہوں اور سرکار کا کام سرکار کے مطابق نبھاتا ہوں۔ میں بحیثیت شہری تمام سیاسی رہنماؤں کی تقریر پسند کرتا ہوں۔ خواہ ریاستی سطح سے وابستہ ہوں یا کل ہند سطح سے اسی لئے میں اندرا جی کی نظم اس کتاب میں واقعہ کو دیکھ کر ہی شائع کرتا ہوں۔

اس کتاب کو شائع کرنے سے پہلے میں نے یہ کتاب صدر ہند شری راماسوامی وینکٹارمن کو بھیجی تھی۔ کیونکہ کشمیر یونیورسٹی کا المناک واقعہ کی بنا پر میں نے یہ کتاب صدر ہند کی رائے دینے کیلئے بھیجی تھی۔ لیکن ابھی تک مجھے کوئی معقول جواب نہیں آیا۔

میں نے انگریزی زبان میں ایک تحقیقی طرز کا صحافتی مقررہ سطور (تحقیقی صحافی سطور) جو کہ میں نے مرحوم راجیو گاندھی کو اپنے مختلف خطوطوں میں بھیجی۔ اسی طرح میں نے سابقہ گورنر جناب جگموہن اور موجودہ گورنر جناب جی۔ سی۔ سکسینہ کے نام بھیجی لیکن کوئی بھی جواب نہیں ملا۔ اسی طرح سے میں نے ایسے ہی طرز کے خطوط سابقہ راشٹرپتی جناب وینکٹارمن، سابقہ سپیکر جناب بلرام جھاکر، متعلقہ وزیر اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ، سابقہ صدر مرحوم جناب شنکر دیال شرما جو کہ ان دنوں نائب صدر تھے بھیجی اور سابقہ وزیر اعظم پی۔ وی نرسمہا راؤ کو بھی بھیجی، لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے ہندوستان کے تمام رہنماؤں میں صرف ہندوستان کے سابقہ وزیر اعظم مرحوم جناب مرار جی ڈیسائی کے جواب میرے ہی خطوں پر موصول ہوئے جو انہوں نے مجھے وقتاً فوقتاً اپنے خطوطوں کا جواب تحریری

طور بھیجے۔ ان خطوطوں کا مجموعہ میں اگلی کتاب کے شمارے میں شایع کرونگا۔
فی الحال میں اس کتاب میں (تحقیقی سطور) نہیں شایع کرتا ہوں۔ اور میں نے جناب ڈیسائی صاحب کو بھی ایسی ہی سطور بھیجی۔ لیکن اُن سطور کی رائے پر مجھے اُن کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ میں نے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کو تحقیقی صحافی سطور اور سابقہ گورنر جناب جگموہن جو کہ کشمیر یونیورسٹی کے چانسلر کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ انہی خطوطوں پر مشتمل کاغذات یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے حوالے کئے لیکن ان کی رائے ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ لہذا میں یہ تحقیقی صحافی سطور اسی کتاب میں درج نہ کرتا ہوں۔

ریاست جموں و کشمیر کی سرکار نے پسماندہ جات پر مشتمل وزیر کمیشن کے تحت شائع کی جس میں وزیر کمیشن نے میری ذات کو بھی پسماندہ ذات طبقہ میں شامل کیا جس سے مجھے سرکار نے ریاست جموں و کشمیر کے سرکاری دفاتر میں پسماندہ جات سند دکھا کر نوکری ملی۔ ان دنوں ریاست جموں و کشمیر کے ریکروٹمنٹ بورڈ کے سربراہ جناب شیخ غلام رسول صاحب تھے جو کہ آج کل ریاست جموں و کشمیر کے سابقہ چیف سیکریٹری کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ میری جیسی تعلیمی قابلیت رکھنے والے دوسرے افراد کو اسی پسماندہ ذات پر ہیڈ اسسٹنٹ کے پوسٹ پر سرکاری نوکری فراہم ہوئی۔ لیکن مجھے ایک جونیئر اسسٹنٹ کی حیثیت سے سرکار نے سرکاری نوکری فراہم کی۔ خیر میں ریاست جموں و کشمیر کی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے غربت کی حد سرکاری نوکر کہا سے ہی کم کرائی۔ میرے پاس دوسرے کوئی وسائل نہیں رہے تاکہ میں آگے کی تعلیم پوری کر سکتا۔ میرے باپ نے میری سرکاری نوکری کیلئے جناب شیخ غلام رسول کو اپنی پگڑی پیروں کے نیچے رکھ کر سرکاری نوکری فراہم کی۔

مجھے سرکاری نوکری میں ۲۸ سال گذرے لیکن زیادہ تر میں نے کشمیری پنڈتوں

کے دوران حکمرانی ایک حسد بھری داستان پائی وہ یہ کہ سرکاری محکمے میں ذات ونسل کے لحاظ سے پیار اور محبت برتا جا رہا ہے۔

میں مندرجہ ذیل شخصیتوں کا بہت ہی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے سرکاری نوکری کے دوران حوصلہ افزائی فراہم کی۔

۱- جناب قاضی غلام رسول سابق چیف انجینئر ڈائریکٹوریٹ ہیڈ انٹری پی ڈبلیو ڈی

۲) جناب دینا ناتھ در 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۳) جناب غلام رسول لہرواکل 〃 〃 〃 〃 〃

۴) جناب سوم ناتھ کول 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۵) جناب امرت لعل گپتا 〃 〃 〃 〃 〃

۶) جناب آر کے پنڈتا 〃 〃 〃 〃

۷) جناب غلام مصطفےٰ اشونتھو سابق چیف انجینئر ڈیزائننگ ڈائریکٹوریٹ

۸) جناب مرحوم جے۔ پی کیسر کمشنر ہیلتھ میڈیکل ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ

۹) جناب مرحوم اندر دیو شرما 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰) جناب کے۔ بی پلئے بحیثیت کمشنر محکمہ صحت وطبی تعلیم

۱۱) جناب نذیر احمد 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۲) جناب ہیرا لعل کدلہ بجو 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۳) جناب نمیش 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۴) جناب وحید 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۵) جناب وجے لقایا 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۶) جناب ایم۔ وائی۔ نسیم 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۷) این۔ آر۔ گپتا 〃 〃 〃 〃 〃

۱۸) جناب جلیل احمد خان بحیثیت ایڈیشنل چیف سکریٹری خزانہ

۱۹۔ محترمہ سوشما چودھری بحیثیت ایڈیشنل چیف سیکریٹری محکمہ خزانہ

۲۰۔ جناب محمد شفیع پنڈت بحیثیت ایڈیشنل چیف سیکریٹری محکمہ خزانہ

اُس وقت میں محکمہ خزانہ میں بحیثیت سینیئر اسسٹنٹ کے فرائض کا کام انجام دیتا تھا۔ وہاں سے تبدیل ہو کے محکمہ زراعت میں جون ۱۹۹۷ء سے جناب ای۔ ایس۔ ملہی جناب ڈاکٹر ڈار اور صوفی صاحب، ایچ۔ ایچ ٹیپ۔ جی فائنانس کمشنر اور جو کہ اس وقت چیئرمین پبلک سروس کمیشن ہیں۔ کے ماتحت کام کرتا۔ مجھے پروہت ہوتے کے ناطے نہرو خاندان کے ساتھ پروہتی رشتہ تھا۔ لیکن ہمارے خاندان نے مناسب نہیں سمجھا کہ پروہتی سفارش سے کوئی کام انجام ہو۔

میں نے کئی ادبی تنظیموں میں کام کیا لیکن زیادہ تر وقت کشمیر کلچرل لیگ سے واسطہ رہا۔ مجھے کشمیر کلچرل لیگ کے ساتھ جناب پرتھوی ناتھ کول سائل نے وابستہ کیا۔ میں کشمیر کلچرل لیگ میں ایک چپراسی و نوکر کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ جناب مرزا غلام حسن بیگ۔ عارف کی سربراہی میں بھی کام نبھایا اور جناب پیتامبر ناتھ در۔ فانی کی سربراہی میں بھی کام نبھایا۔ میں نے اسی کلچرل لیگ کے ذریعے پہلے مشاعرے میں شرکت ٹیچرس ٹریننگ کالج میں کی۔ اُن دنوں مرحوم دینا ناتھ نادم نے اس محفل مشاعرہ کی صدارت سنبھالی تھی۔ کشمیر کلچرل لیگ جناب مرحوم ٹاک صاحب زینہ گیری نے بنائی اور اُس مرحوم کو اللہ تعالیٰ مغفرت عطا کرے۔ جنہوں نے مجھے کئی علاقائی مشاعروں میں شرکت کرنے کی دعوت عطا فرمائی۔

ریاست جموں و کشمیر کی مادری زبان اُردو زبان قرار دی گئی ہے۔ لہٰذا ۱۹۵۔ء کے دوران سرکار نے کم ترجیح ہندی اور سنسکرت ماہروں پر دے دی۔ اسی لئے غربت ہونے کے ناطے میرے باپ کو ریاست جموں و کشمیر

میں بحیثیت چپراسی محکمۂ تعلیم میں تعینات کیا گیا اور وہ زیادہ تر مڈل سکول میں اپنے فرائض انجام دیتا رہا۔ ۱۹۷۷ء میں کانگریس کا دور ختم ہو گیا اور مخالف پارٹی کا دور مرکز میں باعمل آیا۔ انہی دنوں جناب شیخ محمد عبداللہ نے ریاست جموں و کشمیر میں بحیثیت وزیر اعلیٰ کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ لیکن افسوس ہے کچھ مفاد پرست سیاسی رہنماؤں نے میرے باپ کے خلاف کچھ ڈرامہ سا پیدا کیا جس سے کہ میرے باپ کو ایجوکیشن سیکریٹریٹ میں اپنے فرائض انجام دینے کے لئے کہا گیا۔ وہ محمد شفیع سابقہ تعلیم کے وزیر کے دفتر میں بحیثیت چپراسی کا کام انجام دے رہا تھا۔ ان دنوں مرکز میں جناب اٹل بہاری باجپائی سابقہ ودیشی معاملوں کے وزیر اور شری لال کرشن اڈوانی محکمۂ اطلاعات کے سابقہ وزیر کا کام مرکز میں انجام دے رہے تھے۔ جناب محمد شفیع کے جونیئر سٹینوگرافر نے میرے باپ کو بہت سے حکم کئے اور میرے باپ نے سرکاری حکم مان لیا۔ وہی جونیئر سٹینوگرافر جناب محمد یوسف ٹینگ کے ساتھ بحیثیت جونیئر سٹینوگرافر کا کام انجام دیتا تھا۔ جن دنوں ٹینگ صاحب ممبر پبلک سروس کمشن رہے اور وہ چیرمین کے ساتھ سٹینوگرافر کا کام انجام دیتا تھا۔ ۱۹۸۸ء میں کشمیر کے حالات ناساز گار رہے۔ ناساز گار ہونے کی وجہ سے کشمیر کے اقلیتی طبقے نے ہجرت کی اور ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں پناہ لے لی۔ میں ان دنوں سے لے کر آج تک جموں و کشمیر کے سول سیکریٹریٹ میں بحیثیت سرکاری ملازم کا کام انجام دیتا رہا۔ لہٰذا میں نے اپنا پتہ سرکاری دفتر کے نام پر رکھا ہے۔ اس وقت میں زراعت میں کام کرتا ہوں۔

آخر میں اُن قارئین سے گذارش کرتا ہوں جو بھی میری کتاب کو پڑھنے میں اُنہیں معافی اور معذرت اس بات پر مانگتا ہوں اگر اس میں کچھ خامیاں پائیں گے۔ میرا قلم مرتے دم تک مکمل نہیں رہے گا، نہ میں مکمل فرد بن

کے آپ کے پاس بحیثیت شاعر، بحیثیت ادیب ہوں۔ اگر کوئی بھی غلطی اس کتاب میں پائی جائے گی وہ غلطیاں مصنف کو اطلاع سے روشناس کیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے ان غلطیوں سے مصنف مبرا ہو جائے۔

میرا کلام کشمیری زبان میں ان مندرجہ ذیل رسالوں میں چھپا ہے۔

(۱) نوؤ کلام نوادب" ترتیب کشمیر کلچرل لیگ (۲) "نیا ولولہ" ہفتہ وار اخبار جو کشمیر میں شائع ہوتا ہے۔ (۳) روزانہ "سرینگر ٹائمز" جس میں طرحِ مشاعرہ (رُم گییم شیشس بگر گوبانہ میون) کلام مرزا غلام حسن میر عارف۔ کشمیری پنڈتوں کی حقارت کی وجہ اور مکھن لال فوطیدار۔ امرناتھ وشنوی۔ پرتھوی ناتھ پشپ اور پیارے لال ہنڈو کی وجہ سے میں نے ۲۶ جنوری ۱۹۸۷ء کو اپنی تصنیف جلا ڈالی اور سابقہ گورنر صاحب جگموہن نے بھی اس کی تصدیق زبانی کی تحریری طور نہیں۔

میں نے اردو شاعری کا آغاز ۱۹۶۸ء میں شروع کیا۔ لیکن ۱۹۸۰ء میں اردو شاعری "گلِ خنداں" میں چھاپ کر ادیبوں کے سامنے اپنا نمونہ کلام رکھا مثلاً میں نے پہلی غزل غالب کی طرح مصرعہ پر (دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے) چھپائی۔ میں نے کئی غزلیں بھی لکھیں جو کہ اس اخبار میں چھاپی۔ لیکن کشمیر سے جموں منتقلی ہونے کی وجہ سے وہ کلام اس کتاب میں شامل نہ کر سکا۔ میں نے اردو شاعری کا اصلاح جناب ڈاکٹر جیا لال بھان برقیؔ سے حاصل کیا جو کہ اردو زبان کے مشہور و معروف شاعر سمجھے جاتے ہیں۔

جموں و کشمیر کے مشہور و معروف صحافی و مجاہدین آزادی مرحوم ملکھراج صراف نے بھی میرا نام ۱۹۷۷ء میں اپنی کتاب "Who is Who" صفحہ نمبر ۱۵ "Who is Who" ۱۹۷۷-۷۸ SEC VI چھاپ کر میرا تعارف ریاست کے اہم شخصیتوں کے ساتھ جوڑا۔ اور اس کتاب کا آغاز تعارف بابائے قوم مرحوم

جناب شیخ محمد عبداللہ نے لکھا ہے۔ اسی طرح سے ۱۹۸۳ء میں مرحوم مراق صاحب نے یہ کتاب دوسری بار چھاپ ڈالی۔ میرا نام صفحہ نمبر ۷۵ SEC - V "Who is Who ۱۹۸۳" چھاپ ڈالا اور ریاست کے متعلقہ وزیر اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے بھی اس کتاب میں آغاز تعارف لکھا۔

لیکن جب ۱۹۸۷ء کو کشمیر یونیورسٹی کا المناک واقعہ سامنے اُبھر کر آیا تو مرحوم صاحب نے میرا نام ۱۹۸۷ء میں اس کتاب سے خارج قرار دیا۔ اس کتاب کا آغازِ تعارف ریاست کے سابقہ گورنر جناب جگموہن نے لکھا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ مجھے راجستھان کی ریاست میں چاچا صاحب کا انتقال ہوا اور ممکن ہے اُس کے کچھ پیسے نقد و جنس میرے نام رکھ دیے جس کی وجہ سے میرا انتقال کئی ہندوستان کے بڑے اخباروں میں شایع کیا گیا۔ کیونکہ کوٹیدار صاحب نے میرے ساتھ ایک عورت جو کہ سٹیسٹیکل اسسٹنٹ کے فرائض محکمہ صحت میں ادا ریں بحیثیت ریکارڈ کیپر کام کرتا رہا کیونکہ اس بات کی وضاحت یوں کرتا ہوں۔

ریاست کے سابقہ گورنر کے مشیر جناب ویریندر پرکاش کے ساتھ سرکاری کام کے فرائض دینے کے لئے اس عورت کو رکھا گیا۔ بعد میں اُنہیں دلی کے مرکزی دفاتر میں تبدیل کیا گیا۔ اس بات کا دوسرا ثبوت ایسا ہے۔ میں نے ویریندر پرکاش کو ملنے کے لئے کوشش کی۔ بعد میں انہوں نے میری کوشش کو مان کر فرصت فراہم کی۔ لیکن مجھے متفق طور سے کشمیر یونیورسٹی کے قتل کے بارے میں متفق جواب نہیں دیا۔ اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دوسری بار میں نے ریاست جموں و کشمیر کے سابقہ چیف سیکریٹری کو ملنے کے لئے کوشش کی اور مجھے کلدیپ چندر پرائیویٹ سیکریٹری کے ذریعے

ملنے کی فرصت فراہم کی۔ ملنے کے لئے میں نے ۹ نقطے ابھارے جن پر مجھے یقین تھا کہ مجھے متفق جواب ملے گا۔ لیکن۔ افسوس ہے۔ سابقہ چیف سیکریٹری نے مذاق اڑا کر متفق جواب نہیں دیا۔ میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں پروفیسر چمن لال گپتا کی رہائش گاہ پر گیا۔ انہیں ریاستی اسمبلی میں کشمیر یونیورسٹی کا المناک واقعہ اٹھانے کے لئے تاکید کی۔ لیکن انہوں نے بھی یہ نقطہ ریاست کی قانون سازیہ میں نہیں اٹھایا۔ اس عورت کے گھر والے پروفیسر چمن لال گپتا کے محلے میں ہی کرایہ پر رہتے تھے۔

۱۹۸۶ء میں جب گورنر راج ریاست جموں وکشمیر میں نافذ العمل ہوا تو ریاست کی طرف سے ریاست راجستھان سے جناب محمد رفیع سینئر سٹور کیپر ہنڈی کرافٹس کو تبدیل کر کے ریاست جموں وکشمیر کے سول سیکریٹریٹ میں بحیثیت آفیسر تعینات کیا گیا۔ وہ میرے ساتھ محکمہ صحت میں بحیثیت انڈر سیکریٹری اور میں بحیثیت ریکارڈ کیپر کام کرتا رہا۔ گورنر راج کے بعد جناب محمد رفیع کو جناب مرزا عبدالرشید کا پرائیویٹ سیکریٹری مقرر کیا گیا جو کہ ریاست کا سابقہ وزیر برائے صحت رہ چکا ہے۔ اس کے بعد فاروق سرکار کو برخاست کیا گیا۔ اس کے بعد جناب جگموہن کو پھر ریاست جموں وکشمیر کا گورنر مقرر کیا گیا۔ محمد رفیع صاحب کو جمیل قریشی کا پرائیویٹ سیکریٹری مقرر کیا گیا جو کہ گورنر کا سابقہ مشیر رہا۔ اس کے بعد جناب سکسینہ صاحب نے گورنر کے فرائض انجام دیئے اور انہوں نے عبدالحمید خان سابقہ ایڈیشنل چیف سیکریٹری کو اپنا مشیر تعینات کیا اور محمد رفیع صاحب کو پرائیویٹ سیکریٹری بنایا گیا۔ اسی دوران محکمہ صحت کے سیکریٹری جناب ہیرا لال کدلہ بجو کو ریاست سے باہر گجرات

اور راجستھان کی ریاست کے بڑے عہدوں پر تعینات کیا گیا۔ میں اُن کا تہہ
دلانا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ایسی کرن عطا کی کہ چندر ما جیسی ٹھنڈک
سی کرن مجھے ابھی تک محسوس ہوتی ہے۔

میری پہلی وابستگی ریڈیو کشمیر سرینگر کے ساتھ بچوں کے پروگرام سے ہی
عمل میں آئی۔ اُن دنوں ریڈیو کشمیر سرینگر کا قیام پولو ویو کے ساتھ ہوتا تھا۔ اور
ریڈیو کشمیر کا دفاتر شیر کشمیر پارک کے ساتھ ہی ہوتا تھا۔ جب میں نے بچوں کے پروگرام
میں شرکت کی۔ اُن دنوں مرحوم سومناتھ سادھو محمد سُلطان پنڈت اور پشکر
بھان جیسی شخصیتیں اس پروگرام کو تشکیل نو دیتے تھے۔ اس کے بعد ۱۹۷۰ء
سے لیکر آج تک بحیثیت شاعر ریڈیو کشمیر کے کئی کشمیری مشاعروں میں شرکت
کی کئی مشاعرے یووانی سروس سے بھی کئے اور کئی جنرل سروس میں بھی۔
یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے کہ ایک دن میں نے ایک حرف تلفظ غلط کہا
تھا جس پر مجھے مرحوم قیصر قلندر صاحب نے تھپیڑ مار کر اس کا تلفظ صحیح
کہکر سمجھایا ایسے شخصیتیں اب زمانہ حال میں ملنا بہت ہی دشوار ہے
اب بھی میں اُس تلفظ کو یاد کر کے قیصر قلندر صاحب کو بحیثیت اُستاد تسلیم کرتا
ہوں مجھے ریڈیو کشمیر میں بہت سے ملازموں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رہے
ہیں۔ خاصکر مرحوم نور محمد لون جو کہ ریڈیو انونسر تھے اُن کے ساتھ کافی دوستانہ
گہرے پن کا دوستانہ تعلقات مجھے نورتن نثار ڈرامیٹک کلب کے
ذریعے ہوئی میں اُنکے تلفظ کو بہت ہی پسند کرتا تھا آج کل بھی ریڈیو
کشمیر سے فلمی فرمائش کے نغمے نشر کئے جاتے ہیں جسمیں ایک عنوان تمہیں
یاد ہو نہ یاد ہو نشر ہوتا ہے اُسی عنوان کے مطابق میں نے ایک غزل تشکیل
دی جو صفحہ نمبر ۲۵ پر چھاپی گئی ہے۔ میں نے ریڈیو کشمیر میں کئی انگریزی
پروگراموں میں بھی شرکت کی ہے جس میں میرے نئے تحقیقاتی انگریزی

نشر نشر ہوتی ہے مجھے بچپن سے لیکر آج تک ریڈیو کشمیر سرینگر ہی بحیثیت
اُستاد کے حیثیت عمل پذیر آیا وہ یوں جو ادبی پروگرام اس ادارے سے نشر
ہوتے تھے اُن کو میں سُنکر بحیثیت شاگرد سیکھتا رہا مجھے ریڈیو کشمیر
سرینگر کے نیوز اناونسر جناب مرحوم پریم ناتھ ہارمنی، عبدالرشید، کھیرا
مرحوم موتی لال خزانچی مکھن لال بیکس لرفاروق نازکی، مرحوم کلدیپ رانا
جیسے شخصیتوں کی خبریں سُنکر تلفظ اور زبان سیکھتا تھا میں نے کوئی ادبی
کتاب اور کسی شاعر کا گہرا مطالعہ نہیں پڑھا ہے صرف میں نے اسی ادارے کے
ذریعے کانوں کے ذریعے سُنا ہے۔ جسکے بدولت آج میں یہ کتاب تشکیل نو
دیتا ہوں۔ میں نے صرف تعلیمی کتاب پڑھی ہیں اور مرحوم الطاف حسین حالؔی کی شعرو
شاعری کی کتاب پڑھی ہے۔ ریاست جموں وکشمیر میں کئی سالوں سے امن کا پرچم
کالے پرچم کی طرح لہرا جسکی وجہ سے میں نے کشمیر سے عارضی منتقلی کی یہاں
پر میں نے اپنی بیوی کو گذارش کی کہ وہ اپنے نام پر کوئی ہفتہ وار انگریزی
رسالے کی منظوری قانونی طور منظور کر کے اجرا کرے۔ میری بیوی نے
اسکے بعد قانونی طور اسکی منظوری پا کے انگریزی ہفتہ وار ڈیمو جموں سے
شایع کیا۔ اخبار شایع کرنے کے لئے دولت اور قلم کی اشد ضرورت ہوتی
ہے لیکن اقتصادی حالات ناساز گار بھی رہے لیکن اس ہفتہ وار انگریزی
اخبار کو شایع کرتا رہا۔ مجھے اپنی بیوی نے اس اخبار کو تشکیل دینے کے
لئے گذارش کی میں بحیثیت سرکاری ملازم اُسکی تشکیل سیاسی طور نہیں
بلکہ صحافتی فن کے ذریعے اس کی تشکیل دیتا رہا اور ہندوستان کے تمام
رہنماؤں کو بھیجتا رہا میں نے اس ہفتہ وار اخبار میں اپنا ہی درد بھری

کہانیاں نثر نظم چھاپی جو کہ صحیح ہے میں نے سرکاری طور غیر سرکاری طور پر فرقہ پرستی صوبہ پرستی ذات پرستی کا مقابلہ کیا ہے اس اخبار میں اگر صحافی لوگ مجھے کہیں گے اس اخبار میں کونسا فن ہے میں کسی لیکچر تھیٹر میں اُنکو وضاحت کے ساتھ اس بات کا احساس دلاؤں گا۔ میں نے سابقہ وزیر اعظم وی پی سنگھ کے مطابق یہ بات درست کہی ہے جو کہ اُسنے ایک عوامی جلسے میں مرحوم راجیو گاندھی کو کہا تھا کہ وہ کونسا آدمی ہے جسکے گھر میں آپ نے کئی کاغذات پولیس کانسٹیبل کے ذریعے حاصل کئے جبکہ اُس گھر میں گھر والے موجود نہیں تھے میں وہی ادیب ہوں جسکے گھر والے اُس گھر میں غیر حاضر رہے۔ میری غیر حاضری میں کیا کیا پایا گیا میں مرحوم کے کُنبے کو گذارش کرتا ہوں وہ عوام کے سامنے اس بات کی گذارش کرے۔ میں نے متعلقہ وزیر اعظم کی رشتہ داری جو کہ میرے ساتھ ہے واضح بیان کی ہے اُسی کے بناہ پر ہمیں اور مجھکو سیاسی قتل کا سامنا کرنا پڑھا۔ لیکن اس بات کو مذاق امیز قرار دیتے ہوئے ہی اور بھی سیاسی قتل کا سامنا کرنا پڑھتا۔ اس اخبار کو تحس نحس کرنے کے لئے ریاست جموں و کشمیر کے اطلاعاتی محکمہ اور مرکزی اطلاعاتی محکمہ خاص زمہ وار ٹھہرایا جائے گا۔ اس اخبار کو تحس نحس کرنے کے لئے محکمہ ڈاک و تار گھر خاص زمہ وار ٹھہرائی جائے گی۔ میں نے اس رشتے کو ظاہر کرنے کے بعد کوئی اثر رسوخ استعمال نہیں کیا نہ کروں گا۔ خواہ وہ سرکاری ہو غیر سرکاری۔ اس اخبار کو فاروق سرکار کے دور سے اشتہارات سے مستثنیٰ رکھا گیا اس سلسلے میں میں نے (سیاسی اقتصادی اور دیگر قاتلانہ حملہ) وضاحت کرنے کے لئے میں نے بہت دفعہ کہ میں متعلقہ وزیر اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ سے ملنے کی

کوشش کی لیکن اُن کے پرائیویٹ سیکریٹریوں نے مجھے ملنے سے کالا ہاتھ رکھا
اس میں زیادہ ذمہ دار گورنر کے پرائیویٹ سیکریٹری جناب جناب تھ بیٹ کو قصور دار ٹھہراکر شکریہ
ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے متعلقہ گورنر سے ملنے نہیں دیا میرے قلم پر کئی شرپسند ادیبوں
شرپسند ہندو لوگوں نے شک و شکوک میں رکھ کر ادبی سرگرمی بالائے
طاق رکھ کر یہ افواہیں پھیلائیں کہ میرا قلم اپنا قلم نہیں اگر اُن لوگوں کو
اسکی وضاحت کرنی ہو تو وہ میرے تصنیف اور اخبار کی ہنر کے مطالعہ
کے لئے کسی لیکچر تھیٹر میں مدعو کر کے اُن کی غلط فہمیوں کو صاف اور شفاف
رکھ کر شک و شکوک کے مناظر اختتام پذیر ہو سکتے ہیں ان ہی شرپسندوں
کے کئی رکن میرے سرکاری محکمے میں ساتھ ساتھ بیٹھ کر مجھے اور میرے قلم پر
شک و شکوک کی افواہیں ڈال کر مجھے نادان اور نقل کھور کہکر دہشت
کی ذہنیت میں ڈالتے تھے۔ خاصکر یہ شرپسند عناصر محکمہ صحت محکمہ خزانہ محکمہ
ذراعت میرے ساتھ ساتھ کام کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۹۰ء کے حالات کے بعد کئی
ملازموں کے گھر جلا کے حکومت نے اُنہیں کہیں ہوٹلوں میں رہائش پذیر
چھ مہینے کے لئے رکھ کر دن گذارتے اسی لیے مجھے بھی سرکار نے ایسی
ہی طرح سے سرکاری رہائش سرینگر میں منتقل کی اور ان چھ مہینوں
کے دوران یہ شرپسند لوگ ہوٹلوں میں میرے ساتھ دہشت گردانہ
رویہ اختیار کرتے تھے لیکن میں خاموشی رہکر کچھ نہیں کہہ سکتا اس بات
کا شکریہ ان لوگوں کو کرتا ہوں میں نے متعلقہ چیف سیکریٹری کو بھی ملنے
کی کوشش کی لیکن مجھے ملنے سے صاف انکار اُن کے ملازموں نے کیا
اور اپنا غم و غصہ اُنکو ظاہر نہ کر سکا۔ میں اپنے تصنیف کے بارے میں

ٹھیک طرح سے وضاحت کر سکتا ہوں۔ وقت کے مطابق سرکاری و غیر سرکاری
طور پر ہر ایک کے ساتھ خوشحالی سے ملنساری ہونی چاہیے۔ اسی لئے کسی ادیب
کو اپنے قلم پر گھمنڈ اور غرور نہیں ہونا چاہیے اسی لیے میں اپنے سے چھوٹے
درجے کے مُلازم اور بڑے سے بڑے مُلازموں کے ساتھ ہنسی مذاق کے ذریعے
پیش آتا ہوں۔ عوام کو میرے اخلاق سے یقین نہیں آتا کہ میں کوئی قلمکار
ہوں۔ میرے اخبار کی لکھائی پر کشمیر سے آئے ہوئے مہاجرینوں کو بہت
ہی فائدہ سرکار کی طرف سے ملتا تھا۔ میں اس بات کی وضاحت کرتا کہ مجھے کسی مہاجرین
اور غیر مہاجرین کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں میں ایک غریب غیر آسودہ حال
سرکاری مُلازم ہوں اور اپنی ملازمت کا وقتاً بوقتاً دل و جان سے کام نبھاتا
ہوں میں محکمہ قانون میں ۱۹۷۵ء سے لیکر ۱۹۷۶ء تک بحیثیت جونیئر
اسسٹنٹ کا کام کرتا تھا وہاں پر میں ان مندرجہ ذیل افسروں کے ماتحت
کام نبھاتا تھا۔ جناب غلام شاہ، جناب جی ایم ٹھاکر، جناب جسٹس جی ایم میر
میں متعلقہ قانون کے سیکریٹری جناب خورشید احمد اور متعلقہ سیکریٹری
برائے الیکشن کمیشن جموں و کشمیر جناب ڈی جی شرما کے ماتحت کام کی ہے اُن
دنوں وہ گزیٹیڈ آفیسر کے فرائض انجام نہیں دیتے تھے میں اُن کا بھی شکریہ
ادا کرتا ہوں اسکے بعد مجھے سرکار نے غیر سیکریٹریٹ ملازم سمجھ کر تبدیل کر کے
محکمہ تعمیرات اور مکانات کے محکمہ میں تعینات کیا۔ وہاں پر مجھے بہت سی
ذہنی تکلیف کا سامنا کرنا پڑھا اُسکے ذمہ دار کشمیری پنڈت مُلازم ہیں
وہ رشوت کے دوڑ میں مصروف رہتے تھے اور میں غیر رشوت کے ہنگامے
سے ذہنی تکلیف دور کرنا چاہتا تھا۔ میں اُن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس تصنیف کو اجرا کرنے سے پہلے میں نے اس تصنیف کا عنوان چندر ما رکھا
لیکن میرے دل میری ذہنیت اور میرے قلم نے چندر ما کا عنوان مسترد کیا
اب دوسرا عنوان اِس تصنیف کو شایع کرنے سے پہلے میری ذہنیت اور
قلم میں کوئی بھی خیال سامنے نظر نہیں آیا اسی لیئے اس کتاب و تصنیف
کا عنوان تلاش کرتے کرتے تلاش کا چکر قلم میں اور ذہنیت میں رکھکر
کسی بھی مقام پر نہ پہنچ سکا اسی لئے اِس تصنیف "عنوانِ تلاش" کے
نام سے پکارتا ہوں میں اس وقت محکمہ زراعت یا مندرجہ ذیل ملازموں
کے ساتھ کام کرتا ہوں جن کے ساتھ میری ذہنیت بہت ہی صدق دِلا نا ردیے
سے پیش آئی اُن کے پیار اور لہجے کا میں اپنے قلم سے شکریہ کے الفاظ نہیں
لکھ سکتا ہوں اور محسوس نہیں کرنے دیتے ہیں کہ وہ افسر ہیں اور میں ماتحت ہوں
جناب جیت لال گپتا جو کہ ایڈیشنل سیکریٹری اس وقت محکمہ داخلہ میں
ہے اُنکی جگہ سردار پریم جیت سنگھ جو کہ نئے ایڈیشنل سیکریٹری ہیں اُن
کے صدق دِلانا رویے کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب جی ڈی ڈوگرہ جو کہ
انڈر سیکریٹری رہے اسوقت محکمہ داخلہ میں انڈر سیکریٹری کام کرتے ہیں جناب
صوفی صاحب ڈپٹی سیکریٹری جناب الشائی صاحب اور دیگر ملازموں کا بھی
شکریہ ادا کرتا ہوں خاصکر منظور صاحب (او۔ ایس)، خان صاحب ایس۔ او، ملک منظور احمد
ڈپٹی سیکریٹری کا جیسوال صاحب، ایس۔ او کو شکریہ کر کے خاصکر ادبی غیر ادبی لوگوں
کا بھی شکریہ ادا کر کے معذرت چاہتا ہوں

اوتار کرشن گنجو بھارتی سحر
گاندربلی

غزل

غزل

عرصہ گزر چکا ہے تمہیں یاد ہو نہ یاد ہو
پڑھنا اسی کتاب کو تمہیں یاد ہو نہ یاد ہو

یہاں پر وہی ہے بلبل ہے وہی آبشار یں
اُلٹنا اسی نقاب کو تمہیں یاد ہو نہ یاد ہو

کہوان جواریوں سے ہوا دور ختم پتوں کا
ابھی کھیلتے نواب کو تمہیں یاد ہو نہ یاد ہو

یہ پوشاک زمانے کا گہنا نئے انداز سے پہنا
کیوں چھیڑتے نصاب کو تمہیں یاد ہو نہ یاد ہو

نئے دور کی ہے جدیت نئے دور کے ہیں شیشے
کیا مزا رہا شراب کو تمہیں یاد ہو نہ یاد ہو

ہے وہی ساز موجود نئے ہیں ساز نیئے
سجایا اسی رباب کو تمہیں یاد ہو نہ یاد ہو

کہو سحر یا پرانا کہو ہند کو بھارت ماتا
بھارتی پڑھو گلاب کو تمہیں یاد ہو نہ یاد ہو

—•—

غزل

لکھائی میں لکھیں گے جنوب اپنا
سجاوٹ میں سجانا شمال اپنا

یہ ہنگاما ترک کرنا خدایا
مٹا کے ہی دکھانا جمال اپنا

پربھو ہندی میں تجھے ہم سے کہتے
زباں اپنی ہے کمال اپنا

یہ ہندی فارسی مت مجھے کہنا
کہو اپنی زبان میں جلال اپنا

دکھایا بھارتی کیوں سحر پن میں؟
بنایا ہم قلم جمال اپنا

ـــ ء ـــ

غزل

وقت کا دور کیسا کریں ہنگاما شور کوئی کرتا نہیں غور
یہ باتیں دب گئی اب چلا میں گئے چکر اور کوئی کرتا نہیں غور

بجائے گا وقت پر بجائیں بھانسری کیوں بجانے کا وزن ہو
نچائے گا وقت پر نچائے گا فقط مور کوئی کرتا نہیں شور

کھوئے گی بید کیسے بھونچال جیسا جھٹکا دوا ہے اُس مرض کی
ضعیفوں کی دعا پر لگایا زور در زور کوئی کرتا نہیں غور

اگر رب نے دیا ہے مگر خیرات کرنا دعا حاجت مند کی
بنا حاجت کے بنے تو وہ چور کوئی کرتا نہیں غور

سیاست ہے سیاست عجب ہے یہ گہنا اسے دور رہنا
پہن کر دیکھو گے عجب منزلیں عجب دور کوئی کرتا نہیں غور

ایسا چکر چلایا دانشوروں نے سحر کے نام سے ہی زہر مجھکو پلایا
ہوں بھارتی اب کروں اب ادبی شور کوئی کرتا نہیں غور

— • —

غزل

پینے کا مطلب یہ نہیں خالص شراب ہو
مطلب کو ڈھونڈنا سہی جب تو پلاؤ گے

وعدہ کو ٹالنے سے انکار گھڑی سے چلیے
وعدہ ہے دل کی یہی جب تو پلاؤ گے

گت ضرور تعریف مہمان نوازی کے
اخلاق چندہ ہو وہی جب تو پلاؤ گے

بنتے ہیں ہم انجان مہمان کو دیکھ کر
انجان کی صورت ہے یہی جب تو پلاؤ گے

سحر کھوتے ہی ہم شام کو پیتے
بھارتی ہے کتنی جب تو پلاؤ گے

--•--

غزل

جانا ہے اک بار آنا ہے ایک بار
ادھر کا دربار آیا نہ بار بار

ہنس کر بھی دکھاتے رو کر بھی دکھاتے
افسوس وہ کردار آیا نہ بار بار

ذکر نہیں اس سال پچھلے زمانے کا
قصے میں بیوپار آیا نہ بار بار

کس خوش نصیب نے دیکھا یہ سبزہ پھول
دیدوں میں دیدار آیا نہ یار بار

گھڑی امن کی چابیاں فتنے کی
قوم کا غلدار آیا نہ یار بار

دہشت کی بڑھ میں دہشت ہی ہوتی ہے
کریں گے اظہار آیا نہ یار بار

شام کی رخصت سحر قبول کریں
بھارتی گفتار آیا نہ بار بار

-o-

غزل

ایسی صورت سے منتشر ہوئے ہم
ہم بھی صورت نہیں خریدیں گے
کیسے کر لوں سفر میں اے برہمن
کیا یہ مہورت نہیں خریدیں گے؟
کسی کردار پر سبھوں کی ہے نظر
پھر وہ شہرت نہیں خریدیں گے
جب وہ آئے ادھر خفا ہوئی محفل
ایسی فرصت نہیں خریدیں گے
اہل بھارت کو کہتے غیر بھارتی
ہم یہ سہولیت نہیں خریدیں گی

--o--

غزل

عجب زندگی ہے عجب کارنامے
عجب روحِ ہوا یہاں پر ہے موجود

عجب نے بنایا عجب کا بہانا
کیسے بتاؤں میں اُن کا فسانا

دکھائی صورت وہی چھپائی
بنائی نہ ہم نے کوئی رُبائی

مصوّر سے کہہ دو اندھا بنا نا
کیسے بتاؤں میں اُن کا فسانا

کبھی فسانا کبھی ترانا
پی کے ساقی کہیں گے دیوانا

غزل میں ہی غزل کا ہوتا ترانا
کیسے بتاؤں میں اُن کا فسانا

منفقن کو دعویٰ سے یہ کہہ دو
توں نے ہمیں کیوں جہالت سکھائی

ترکِ جہالت کا مذہب سکھانا
کیسے بتاؤں میں اُن کا فسانا

یہ گڑ بڑ ابر نے سفر میں کرائی

گڑ بڑ کو ہی ہمیں اب مٹانا
کیسے بتاؤں میں اُن کا فسانا

زبان ہے ہندی زبان ہے اردو
زبان ہے زبان ہے بھارتی ایسی

سحرؔ جب آئے غزل گنگنانا
کیسے بتاؤں میں اُن کا فسانا

--ہ--

غزل

بھولے بسرے یادوں کا دیوار بناتا ہوں
دیوار کیا یاروں میں کردار سجاتا ہوں

اخلاقِ سودا کو پامال نہیں کیا
تنقیدِ اخلاق کا گفتار سجاتا ہوں

یہ لوگ کہہ رہے ہیں آمد ہے اُنکی آج
گلشن میں اقسامِ گلزار سجاتا ہوں

دُلہا اور دُلہن کی سجاوٹ الگ الگ
دونوں کے ملاپ کا پریوار سجاتا ہوں

دیکھتے ہیں بڑوں میں خوشیاں کے مناظر
کس شوق سے عید کی قطار سجاتا ہوں

تھا کشمیری حرفوں کا سحر میرا نام
بھارتی سحر کا کُلمار بتاتا ہوں

—•—

غزل

عرضی آئی نیازمند کی کیسے بیٹھے اُس کے پاس
عرضی ہم نے رد کر دی کیسے بیٹھے اُس کے پاس

ایسا جلوہ ہم نے پایا برف جیسی صورت اُس کی
محسوس ہوتی ایسی سردی کیسے بیٹھے اُس کے پاس

پگھلے گا یہ پگل نہ جانیں ہے آثار پگھلنے کے
مہر نے کی اب جلوہ زردی کیسے بیٹھے اس کے پاس

پیشِ خدمت ہے "کتب خانہ" گروپ
کی طرف سے ایک اور کتاب

پیشِ نظر کتاب فیس بک گروپ "کتب خانہ" میں بھی اپلوڈ کردی گئی ہے۔ گروپ کا لنک ملاحظہ کیجیے :

https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share
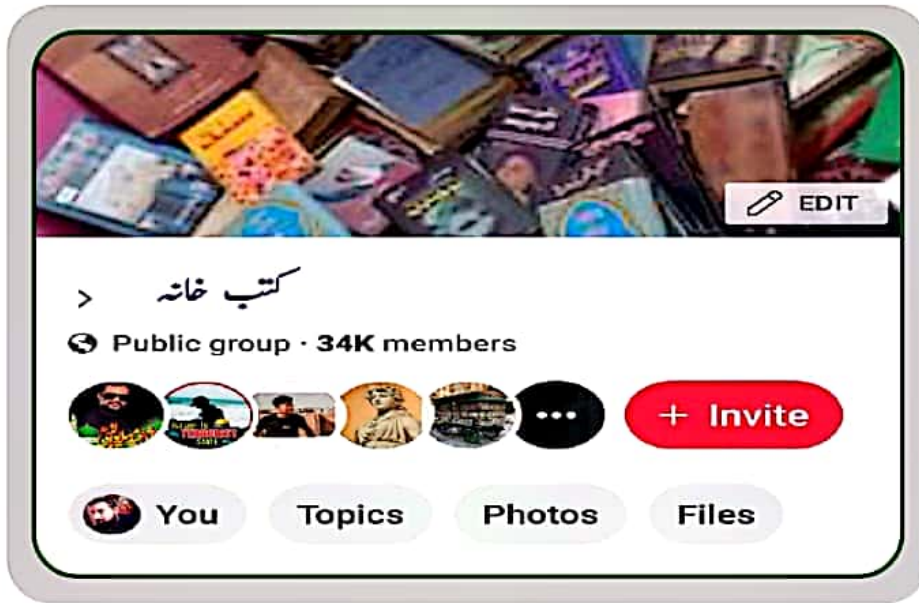
عقابی : +923055198538

محمد اطہر اقبال : +923340004895

محمد قاسم : +971543824582

میاں شاہد عمران : +923478784098

میر ظہیر عباس روستمانی : +923072128068

کیسا ہوا کیسا پانی کیسی مٹی کیسا آگ
ایسا ہی ہے درویش فردی کیسے بیٹھے اُسکے پاس

یہ بچپن بھی گزر چُکا ہے بوڑھے پن کا دور ہے باقی
بوڑھے پن کی کیسی دردی کیسے بیٹھے اُس کے پاس

سحرآئے بھارتی دیکھوں پوچھوں انکا ہیں یہ حال
بیڑ بیں ہے کافی جردی کیسے بیٹھے اُس کے پاس

— ٥ —

غزل

گو میں اس ماحول سے ہوں میں بالکل دور
پر اِس ماحول کا شکوہ پڑھیں گے ہم ضرور

ہے گرم افواہ کہ وہ مرگیا ہے بے موت
پر اِس ڈول کا شکوہ پڑھیں گے ہم ضرور

آئے خزاں آئے بہار ہم سب ہے بیقرار
پر اس گول کا شکوہ پڑھیں گے ہم ضرور

اس بغیچے میں تو سنا داستان بُلبُل
پر اس بھول کا شکوہ پڑھیں گے ہم ضرور

کل کی نصیحت مان لی پر آج وہ ہے مسترد
پر اس قول کا شکوہ پڑھیں گے ہم ضرور

بھارتی ہوں سحر کے نام سے کھویا چین
پر اس رول کا شکوہ پڑھیں گے ہم ضرور

— ہ —

غزل

تھی نہیں، ہم کو خبر یہ آئے گا مہمان آج
یہ خبر بُلبُل نے لائی آئے گا مہمان آج

کون سا موسم آئے گا اُسکے آنے سے
اِک بہار اور رُت من بھائی آئے گا مہمان آج

کاٹ کر ان پھولوں کا کریں گلدستہ پیش
کون سی شبنم چھپائی آئے گا مہمان آج

کٹ مٹتے کیوں پھولوں کو ہے منظر باغ کا
مت کرو اسکی بڑائی آئے گا مہمان آج

اس مالی کا نہیں بتا ہمیں وہ ہے دردِ سر
سینچنا گل کی بھلائی آئے گا مہمان آج

بھارتی ایشور سے کہنا ملک میں سکون ملے
سحر کی ہے پرچھائی آئے گا مہمان آج

-٥-

غزل

میں نہیں اُس زمانے کا کروں ذکراب
بھول کس بات کی بھولنے کی ذکراب

جس طرف تیری نظر ہے میری نظر ہے اس طرف
رہی فرق ذات کی بھولنے کی ذکراب

جس کوچے سے تُو گزری وہاں ایسا بُت بنا
اِک پہلی رات کی بھولنے کی ذکراب

جس زمانے میں تُو بستی وہ زمانہ حال ہے
کیا فرق برسات کی بھولنے کی ذِکر اب

اب سحر بھارتی بن کے پیدا ہوا
سات پہلی ذات کی بھولنے کی ذِکر اب

--•--

غزل

رُکتی نہیں بارش ابھی چھُپ گیا ہے آفتاب
اے ابر۔ ہم کو بتا دو کیوں چھُپایا آفتاب؟

اس ابر سے ہی ہیں مٹ گئی ہے روشنی
مہرِ کی دھُند مٹا دو کیوں چھپایا آفتاب؟

دیکھا گیلا پن ہم نے سردی و گرمی کا
سایا چھاتا کا ہٹا دو کیوں چھُپایا آفتاب؟

چندر ما کی روشنی سے یہ بغیچہ سج رہا
ان ستاروں کو ہلا دو کیوں چھپایا آفتاب؟

تھی نہیں اتنی گرمی کہ بن گئے آنسو اب
مت حرارت سے جلا دو کیوں چھپایا آفتاب؟

بھارتی تجھ کو نہیں معلوم ہے موسم کا حال
سحر کو شب سے ملا دو کیوں چھپایا آفتاب؟

-- ۰ --

غزل

کبھی غریب کی سلام کو قبول بھی کرنا
قبول سے ہی ہمیں مقبول بھی کرنا

کوئی دوستی رہی نہیں موجود یہاں
دوستوں میں دوستی پھول بھی کرنا

افسوس یہ خالی فراموش اپنے محنت سے
پیدا کر کے یادگار پھول بھی کرنا

ان کالے بادلوں کو منتشر کیوں کرلیا؟
اس صورت کو مہرِ قبول بھی کرنا

اس پاک وطن میں بھارتی بھی رہا کرتے
دعائے سحر میں انسانی دھول بھی کرنا

—٥—

غزل

نظم سہی غزل سہی آخر ہُنر کی دو یہی
شعر سہی شاعر سہی ارے عبارت سہی سہی

طرح طرح کے ہیں مُقام کوئی کریم کوئی رام
مقام ہے مقام پر رہے عنایت سہی سہی

چلا نہیں چلے گئے چلے چلے کدھر چلے
اِدھر اُدھر کی بات میں حرارت سہی سہی

تلاشی میں تلاش کی تلاش ہی پیار رہے
اُسی تلاش میں ہمیں قیامت ہی سہی

ساز میں ساز نیا ہو راگ میں راگی بنے
لگن کی لین سے ملے تمہیں مہارت ہی سہی

بھارت میں بھارتی سحر کی رہے لہر لہر
خدا کرے عطا شرافت ہی سہی

—ہ—

غزل

آیا نہ آئیں گے وہ ذکرِ فراق پہن کر
شو بھا نہ دے رہی ذکرِ فراق پہن کر

یہ بات طبعی طویل ہے وہ بات بھی قلیل ہے
سُننے کے منتظر سب ذکرِ فراق پہن کر

خیرات ہی خیرات ہے خیرات ہے خیر میں
پایا اسی طرح وہ رب ذکرِ فراق پہن کر

اس دھوپ کے نکلنے سے مایوس ہو رہے ہو کیوں؟
آئے گی چاندنی شب ذکرِ فراق پہن کر

منزل سے منزل ہے منزل عجب کردار ہے
منزل نے بنایا وہ نب ذکرِ فراق پہن کر

بھارت میں بھارتی سب کئی بھارتی سحر
غزل اُنکی ہے غضب ذکرِ فراق پہن کر

-ہ-

غزل

لیا تھا ہم نے کچھ قرضہ ہوئی اُسکی ادائی اب
وصولی پر بلانے کا رہا یہ کھیل بھی باقی

کسی غربت کے نشے سے بنا غلبہ امیری کا
خدایا یہ مٹانے کا رہا یہ کھیل بھی باقی

نجارت چاند کی دیکھی نہیں ہم نے طویل مُدّت سے
نجارت ہے زمانے کا رہا یہ کھیل بھی باقی

کوئی ایسی کمائی سے کوئی مایوب رہتا ہے
کمائی سے کمانے کا رہا یہ کھیل بھی باقی

لیاقت تھی نہیں ہم کو سمجھنا بے لیاقت ہے
لیاقت کو گھمانے کا رہا یہ کھیل بھی باقی

کبھی اُس پار آتے ہو کبھی اُس پار جاتے ہو
ابھی تک اُس ٹھکانے کا رہا یہ کھیل بھی باقی

نہیں کھیلی ہم نے کھیل کھلاڑی بھارتی بنکر
سحرؔ کو جیتانے کا رہا یہ کھیل بھی باقی

-ہ-

غزل

تیری ایسی پڑھائی دِل کی جدائی
پڑھوں کیسے پڑھوں آدمی پڑھائی

کِسی ایسے صفحے میں ایسی کہانی
لِکھوں کیسے لِکھوں آدمی لِکھائی

بنا بیٹھا پہاڑ فراق جیسا
چڑھوں کیسے چڑھوں آدمی چڑھائی

کوئی ایسی تلاش کیسے چھپاؤں؟
لڑوں کیسے لڑوں آدمی لڑائی

کہا کرتا ہوں بھارتی سحر ہوں
رنگوں کیسے رنگوں آدمی رنگائی

--•--

غزل

ارے جہلم توی کا رُخ ہمیشہ یاد کرتے ہم
کوئی رُخ بھول جاتے پر یہ دریا بہہ ہی جاتے ہیں

کریں کس کو شکایت ہم وُہی مُستر د ہوتی
شکایت کو مٹانے پر یہ دریا بہہ ہی جاتے ہیں

بہلم سجاتے ہی کسی کی یاد آتی ہے
یاد کو یاد آنے پر یہ دریا بہہ ہی جاتے ہیں

نئی دُنیا کا یہ شلوار زمانے نے بدل ڈالا
نیا پرانا ملانے پر یہ دریا بہہ ہی جاتے ہیں

دُکھ کسی کا دیکھ کر کیوں رُخ موڑ لیتے ہیں؟
کنارے کے بہانے پر یہ دریا بہہ ہی جاتے ہیں

ہمیشہ ہو ہمیشہ کی طرح بہارتی سحر
مگر شب کے جگانے پر یہ دریا بہہ ہی جاتے ہیں

- ٥ -

غزل

سنا کر پھر سنتے ہو ارے یہ داستان اُنکی
مٹائی ان ہاتھوں سے ارے یہ داستان اُنکی

تواریخ دان کہتے ہیں تواریخ مٹ نہیں جاتی
لکھے کن ہاتھوں سے ارے یہ داستان اُنکی

کسی بازی میں نصاب کی ضرورت ہے
کیسے گن ہاتھوں سے ارے یہ داستان اُنکی

بدلتے حالات ایسے کسی کا حال دیکھ کر
گذاریں دن ہاتھوں سے ارے یہ داستان اُنکی

غزل ہو نظم ہو سمجھنا بھارتی سحر
دکھائی جن ہاتھوں سے ارے یہ داستان اُنکی

-٥-

غزل

جلا کر چراغ جلا یا ملا یا دِل دِلوں سے
گِلا کر شکوہ سُنا یا مِلا یا دِل دِلوں سے

ہوا معلوم ہمیں یہ عجیب منظر ہے تیرے
گِلا کر شکوہ سُنا یا مِلا یا دِل دِلوں سے

کھودائی کی گئے کی کھودائی کا ہے چشمہ
ہلا کر شکوہ سُنا یا مِلا یا دِل دِلوں سے

کیا تیری ایسی شہرت قہر میں ہی اُبرتی
چلا کر شکوہ سُنایا ملایا دِل دِلوں سے

زمانے کا توں نابود کفن پر ہے جھگڑا
حملہ کر شکوہ سُنایا ملایا دِل دِلوں سے

یہ بھارتی سحر کی کھٹی میٹھی زباں ہے
کھِلا کر شکوہ سُنایا ملایا دِل دِلوں سے

-○-

غزل

بجاؤ گے شہنائی رہ گئے ہم بھی تنہائی
کئی سازوں کی تنہائی غزل سنتا ہو تنہائی

کئی باتوں کے شکوہ پر کیا کرتے ہیں ہم دِلبر
بے آوازوں کی شہنائی غزل سُنتا ہوں تنہائی

کہو ہم کو ہے کیا غلطی بنا غلطی کا یہ انسان
ایسے سازوں کی شہنائی غزل سُنتا ہوں تنہائی

محبِ اِنسانیت تجھ میں پرندے کہہ رہے ہم کو
کیا پروازوں کی شہنائی غزل سُنتا ہوں تنہائی

نہ ہے تو میرا مہمان نہ ہم تیرا میزبان
کیسے نوازوں کی شہنائی غزل سُنتا ہوں تنہائی

ارے یہ بھارتی سحر اصُولوں کا ہے دیوانا
سب ریاضوں کی شہنائی غزل سُنتا ہوں تنہائی

—٥—

غزل

غائب ہوا نہیں وہ غائب ہے آس پاس
غائب سے ہی غائب نے بنا دیا اُداس

اُس حسن کے تناؤ میں جھک جھک کر عمر کٹی
صاحب سے ہی صاحب نے بنا دیا اُداس

مانا ہم بھی غیر ہے وہ بھی یہاں ہے غیر
واجب سے ہی واجب نے بنا دیا اُداس

اس باغ کا صدر ہو کسی اور صدر کے ساتھ
نائب سے ہی نائب نے بنا دیا اُداس

کوئی ایسی بات سے گمراہ ہوئے نہ ہم
عائیب سے عائیب نے بنا دیا اُداس

بھارت میں بھارتی سحرِ پاکِ وطن کا فیض
غائب سے ہی غائیب نے بنا دیا اُداس

—٥—

غزل

آنکھوں کی چابی زباں کی چابی دونوں کا تالا خرابی خرابی
کسی غیر کی ہم لگائیں گے چابی دونوں کا تالا خرابی خرابی

اسی بانسری کے نئے سُر بدلتے اسی تھومٹری سے آواز آتی
لسانا ہے انکو اِک اور ربابی دونوں کا تالا خرابی خرابی

تُو نے ایسی عمارت بنائی اقسام ہاتھوں کی ہے کمائی
اُن کی ہُنر سے رہا تو حُبابی دونوں کا تالا خرابی خرابی

پڑھیں گے حُسن کے ہم بھی فسانے پڑھائی میں پڑھکر ہوئے دیوانے
عشق سے بھرپور ہوتا ہے صحافی دونوں کا تالا خرابی خرابی

کسی شعر کی ہو ایسی لکھائی کریں اُس پر عوام رضائی
بھارتی سحر سُناتا ہے کافی دونوں کا تالا خرابی خرابی

غزل

سڑک ہے عوام کی عوام ہے سڑک
راہ ہیں عوام کی عوام ہے سڑک

کریں کیوں ہنگامے رہے امن سے اب
آہ نہیں عوام کی عوام ہے سڑک

ہوئے منتشر چند کسی تقریر سے
چاہ نہیں عوام کی عوام ہے سڑک

تصوّر میں جلوہ رہا اب ادھورا
راہ نہیں عوام کی عوام ہے سڑک

کئی حسن والے چلے بے موت کیوں
واہ نہیں عوام کی عوام ہے سڑک

بیچارتی سحر تیرا عجیب ہی سفر ہے
گاہ نہیں عوام کی عوام ہے سڑک

—o—

غزل

خزاں کے موسم میں بہار کا گھاٹا سہی
کھاتے بچت رحم کر گھاٹا ہی گھاٹا سہی

بجلی کے خسارے پر آئی یہ چاندنی رات
نفع کفالت ہم کر گھاٹا ہی گھاٹا سہی

سب ہے خود کفیل ہم نہ رہے خود کفیل وہ
رواں رشید یہ ہم کر گھاٹا ہی گھاٹا سہی

آیا ہے ظلم دیکھ کر اخلاق گراوٹ
رابطہ ضبط رہم کر گھاٹا ہی گھاٹا سبھی

تیرا ہی ایوان ہے مجھے ہے واسطہ کیا
ایوان نب ہم کر گھاٹا ہی گھاٹا سبھی

بھارتی سحر رہو مہان اس ہند کے دیش میں
تعلیم شب و حم کر گھٹا ہی گھاٹا سبھی

غزل

زمانے سے زمانے کا عجب بازار ہی پلٹا
پلٹ کر ہی پلٹنے سے تجارت کا اصول الٹا

شمع کا تھا حسن کیسا یہ بجلی ہم کو کہتی ہے
یہی تو، روا میرے دوست حرارت کا اصول الٹا

غزل کیا نثر کیا نظم کیا اب رباعی کیا
قلم کی لکھائی سے عبارت کا اصول الٹا

یہ دیسی پردیسی ہے نئے تحقیق کے کھمبوں سے
حکیم ہو یا حاکم کا مہارت کا اصُول الٹا

بنا بیٹھے نواب جیسے اسی جمہوریں چُن کے
ارے ایوان میں کیا صدارت کا اصُول الٹا

اسی سورج نے ابھر کر بنایا بھارتی سحر
کئی کرنوں کی شفقت سے عبادت کا اصُول الٹا

— • —

غزل

ہوا سے ہی ہڑتال افواہ کی رہتی
خیریہ موسم بنانا ہے مُشکل

لالچ نہ کرنا شہد کی مکھی سے
ایسے کانٹے سے جھگڑنا ہے مُشکل

دفن کر جہالت سچائی ابھرتی
جہالت سے جہالت بسانا ہے مُشکل

کسی ایسی تقدیر کا کوئی نہ تدبیر
تدبیر تقدیر میلانا ہے مُشکل

اُبھرتے نہیں ہم وصل کے وزن پر
وصل کے فراق بچانا ہے مُشکل سے

بھار آتی سحر جب بھی چاند سے ملتے
مہر کو شب پر بُلانا ہے مُشکل

-ہ-

غزل

یقین ہے اک دین یقین میں ہے بین
یقین ہے اک لین یقین ہے ماہ جبین

نشے سے نشے کا آزار رہا
چھوڑیں گے درِ زین یقین ہے ماہ جبین

تین ہو یا چار سب کچھ یہاں اُدھار
خابوں کا ہے نگین یقین ہے ماہ جبین

غمگین رہتے ہو کیوں غم کو سمجھ کیچڑ
سمجھو یہ دلِ یاسمین یقین ہے ماہ جبین

چین ہے بھارت اُبھرے بھارتی سحر
اللہ ہے خود امین یقین ہے ماہ جبین

غزل

کوئی محفل ساز گار ہی ہوتی
کوئی محفل درار سی ہوتی

کن شماروں میں حاضری پاؤں
پیر ٹھہر کر قرار سی ہوتی

کوئی کرتا نفاق اے دوست
صحیح اتفاق شمار سی ہوتی

پسند اپنی خیال ہے اُن کا
پسند اُن کی خرار سی ہوئی

کوئی جھلن نظر نہیں آئی
ہم کلام دیوار سی ہوئی

یہی بھارت یہی ہے بھارتی سحر
یہی مٹی ہموار سی ہوئی

-ہ-

نوٹ :۔ مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۹۲ء دن کے چار بجے جموں یونیورسٹی میں شعبہ اُردو کے پروفیسر جناب جگن ناتھ کے ساتھ شاعر کی ملاقات اُنکے ہی کمرے میں ہوئی جسمیں تصنیف چندر ماہ کے بارے میں آزاد صاحب کے ساتھ بات چیت ہوئی لیکن اب میں یہ چند اشعار جو کہ مندرجہ بالا میں لکھے ہیں۔ ان کے مشورے کیلئے روزنامہ اُردو اخبار سچ میں مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۹۲ کو شائع کر کے چھاپا۔

غزل

ہونے ہزار خیال ترک بتائیں تو بتائیں کیا
آج اور کل کی فرق بتائیں تو بتائیں کیا

کہیں گے کوئی شکوہ تو ہم ملے تو کوئی ہم رفیق
ملتے نہیں وہ بھی ہے غرق بتائیں تو بتائیں کیا

کوئی بھی ہمدرد ہو زر سے خریدے جاتے ہیں
لاؤں کہاں اب چاندی درق بتائیں تو کیا بتائیں

شبِ غم کے مرض سے رہا یہ دِل مایوب سا
پلا کے ہمیں گلِ عرق بتائیں تو بتائیں کیا

خوشحال رہے یا غم میں رہے محفل کوئی ملے
بھارتی سحر تیر لے بے برق بتائیں تو بتائیں کیا

غزل

خداوندی خدا کی سمجھتے
سمجھ کر ہم سمجھتے کیا سمجھتے

وقت کا پیتل سونا سمجھتے
سمجھ کر ہم سمجھتے کیا سمجھتے

گراوٹ کوئی خود اسے سمجھتے
سمجھ کر دم سمجھتے کیا سمجھتے

ہزاروں شادیاں شادی سمجھتے
سمجھ کر غم سمجھتے کیا سمجھتے

ہاتھوں کی مہندی ہاتھ سمجھتے
سمجھ کر غم سمجھتے کیا سمجھتے

بھارتی سحر بھارت کو سمجھتے
سمجھ کر کم سمجھتے کیا سمجھتے

--o--

غزل

کروں میں کونسی اب نکتہ چینی
عدالت کہہ رہی خاموش رہنا

لکھاری ہوں یہاں پر ہوں میں ملزم
منصف کا قلم ہے ہوش رہنا

گواہ آتے ہیں ملزم دیکھ کر ہی
گواہی کے لفظ پر گوش رہنا

خدایا ہے نہیں میری گواہی
اکیلا ہوں اکیلا جوش رہنا

بھارتی سحر بھارت کا ہے ملزم
شیرِ ہند کا خرگوش رہنا

غزل

سج دھج کے لچک لچک کے کن زُلفوں کو سجاؤں میں
بکھر بکھر کے بکھر نہ جائیں کن زُلفوں کو سجاؤں میں

سوچ سمجھ کر سوچ نہ آیا انکی کنگھی ہے میرے پاس
چہرے کو آئینہ سجائیں کن زُلفوں کو سجاؤں میں

دیکھوں کیسے اب گھڑی کو ضائع وقت ہوا اُنکا
ہم سفر کی گھڑی ہلائیں کن زُلفوں کو سجاؤں میں

کیسے نکلوں شرم کے مارے شرم نہیں آتی ہم کو
یہی سجاوٹ دل ہی نچائیں کن زلفوں کو سجاؤں میں

بکھر بکھرے بکھری ہوں میں پھر بھی سجاوٹ نقلی ہے
اصلی نقلی کیسے چھپاؤں کن زلفوں کو سجاؤں میں

اس بھارت میں بھارتی سحر کا چھوٹا بڑا کوئی نہیں
چھوٹے بڑے سے دل ہی ملاؤں کن زلفوں کو سجاؤں میں

—٥—

غزل

غیر تھے ہم غیر حاضر کل کی محفل میں رہے
آج اُسکا کوئی چرچا کل کی محفل میں رہے

جانتا ہوں جان کر انجان کی دلیل ہو
بات کا کوئی نہ سچا کل کی محفل میں رہے

گو خبر تھی ہمیں پیار کا شکوہ بھی ہے
پیار بھی ہوتا ہے کچا کل کی محفل میں رہے

کیوں ملے کیسے ملے مل کر تحقیق ہو
تحقیق سے تحقیق اچھا کل کی محفل میں رہے

ہوں میں بھارت کا بھارتی سحر کے نام سے
شاعری کا ہوں میں بچا کل کی محفل میں رہے

-•-

غزل

جہاں دروازہ بند رہتا وہاں کھڑکی سناتی حال
ارے اس قید خانے پر سلامت ہی سلامت ہو

کوئی احوال سنانے پر سنوائی نہیں ہوتی
محفل میں سنانے کی حمایت ہی حمایت ہو

مہرے خلافت رہے خاموش قید خانے
کئی کرنوں کو چھپا کر حرارت ہی حرارت ہو

تالا کھول کر کریں گے شکوہ چابی کا
شکایت کے ازالے پر شکایت ہی شکایت ہو

مت توڑوں ان پھولوں کو سجاوٹ باغ کی بگڑے
کہے ہم کو۔ یہ مالی کی قیامت ہی قیامت ہو

یہ بھارتی سحر کیا کرتا تیرے پیار میں رہتا
آخر پیار میں بس کر عنایت ہی عنایت ہو

-ہ-

غزل

زندگی کے راستے پر راستہ مِلا تا نہیں
راستہ ہے زندگی کا راستہ ملا تا نہیں

پیار سے ہم بھی چلے پر پیار کا کیسا مُقام
ہے مُقام در مُقام گر راستہ ملا تا نہیں

ہر طریقے کا طریقہ دیکھنا پڑھتا ہے دوست
اب طریقے کا زمانہ حستا ملا تا نہیں

مانتا ہوں ذات عجب ہے تب عجب ہی ہے
گل عجیب گلزار عجب گل دستا ملا تا نہیں

کونسے اس زمانے کے رہے شکوہ ہیں
ہر شکایت کے مطابق لبستا ملا تا نہیں

اب میں سمجھوں کیا یہ بھارت ہے وہی بھارتی سحر
ہنس ہنسا کے یہ منظر حسانا ملا تا نہیں

— • —

غزل

دوستی سے دوستی ہے دوستی ہزار ہزار
دوستوں میں دوستی سے کیا ملے گا بار بار

جب کبھی آنکھیں ملے گی آنکھوں کا کیا خمار
آنکھوں سے آنکھوں میں کیا ملے گا بار بار

بھول جب ہوتی نہیں بھول کس بات کی
بھولتے ہی بھولنے پر کیا کھلے گا بار بار

پیار کا ساگر بھی ہے پیار کا چشمہ بھی ہے
پیار سے ہی پیار آتا کیا چلے گا بار بار

بھارتی ہی بھارتی ہے بھارتی سحر بھی ہے
شام سے شامِ غزل کیا سنے گا بار بار

سازِ سُنا سُنا کر کھو دیا ہے اپنا گھر
وہ راز ہے جدھر جدھر کھو دیا یہ اپنا گھر

تلاش میں تلاش ہے تلاش کیوں تلاش ہے
چلیں گے ہم اِدھر اُدھر کھو دیا یہ اپنا گھر

چمن کو دیکھ کر چمن ملے گا گُلستان وطن
عجب ہے گل کدِھر کدِھر کھو دیا یہ اپنا گھر

جرأت نہیں جرأت کریں، نہیں گے جرأت مند
رہے نہیں نڈر نڈر کھو دیا یہ اپنا گھر

سحر نہیں شب نہیں محنت نہیں تو رب نہیں
خدا کی ہے نظر نظر کھو دیا یہ اپنا گھر

—ہ—

غزل

فتنہ بازوں نے اُٹھایا پھر یہ فتنہ آج کیوں ؟
پیار سے ہی پیار بڑایا پھر یہ فتنہ آج کیوں؟

کون سی ہستی یہاں پر ہستیوں میں ہے یہاں
اپنی ہستی کو مٹایا پھر یہ فتنہ آج کیوں ؟

تھے نہیں شوقین ہم پھر شوق سے کیوں پی لی؟
غم نہیں تھا غم بُلایا پھر یہ فتنہ آج کیوں ؟

ان خطوطوں سے میرا دل مایوس ہو رہا ہے
پیار کا پرچم ہلایا پھر یہ فتنہ آج کیوں ؟

بھارتی سحرؔ ہے نہیں اس ہند کا قلمکار
اُسے یہ غزل سُنایا پھر یہ فتنہ آج کیوں؟

-ہ-

غزل

کریں دیدار اگر اُسکا تو کردار سازی ہو
دیکھیں گلزار اگر اُنکا دیدار سازی ہو

پگھلتی ہے پگھلنے دو پگھلنے کا یہ نالا ہے
پگھل کر ہی پگھلنے سے تو بیو پار سازی ہو

ندی نالوں کی آواز سے یہ نغمہ پایا ہے
جوانی پر جوانی ہے تو تلوار سازی ہو

کیا شبنم کی ہیں تاثیر کے ان ننگے پیڑوں پر
شبِ غم کے ستم سے ہی تو ہار سازی ہو

شہر میں سا ہے عجب لہر کہاں پر پھاڑتی سحر
دوستی پر دیتی ہو تو میعار سازی ہو

—•—

غزل

کیا یہ محفل ہے نہیں تیرے ٹھکانے کیلئے
کونسا چیز غیر ہے میرے ٹھکانے کیلئے

بھا گنا باغ میں تو باغ کا مالی سہی
گل قدرت کا یہاں پر چہرے ٹھکانے کیلئے

مانتا ہوں نادانوں کا یہاں پر دور ہے
میں بھی اک نادان ہوں گھرے ٹھکانے کیلئے

کوئی محفل سے اگر بھاگے تو غیر کیا ہے کہے
غیر کی نظروں میں غیر پہرے ٹھکانے کیلئے

بھارتی سحر تو جان کر مطلب سے مطلب کہو
شعر شاعر کیلئے ٹھہرے ٹھکانے کیلئے

— ہ —

غزل

سفر سفر سے سفر کریں کیا
سفر ابھی تک بہت ہے باقی

الگ تعلگ ہم شمار کریں گے
نظر ابھی تک بہت ہے باقی

شمار کریں کیا شمارِ کن کی
زبر ابھی تک بہت ہے باقی

کئی یہ صورتا وہ تب دکھائیں
ابر ابھی تک بہت ہے باقی

اگر مگر سے شام سحر ہے
قبر ابھی تک بہت ہے باقی

غزل

نہ گھر ہے تیرا نہ گھر ہے میرا فقط یہ خالی مکان بھی ہے
اِدھر اُدھر کے حالات کیسے بِکی ہوئی یہ دوکان بھی ہے

خریدنا جو چیز مجھکو خرید محبت نہیں ہوتی
وصول پائیں گے نہ پیسے بِکی ہوئی یہ دوکان بھی ہے

عجب حُسن کی بھی یہاں پر وصُول پائی عشق پر ہوتی
عشق حُسن کا چکر ہے ایسے بِکی ہوئی یہ دوکان بھی ہے

قدر نہ قدر میں قدر نہیں ہے قدر کریں گے صدر کی آخر
حالات نہیں وہ حالات جیسے بِکی ہوئی یہ دوکان بھی ہے

چھوڑوں میں آخر چھوڑ نہ جائیں جوڑوں دلوں کا احوال کیسے؟
بھارت کا بھارتی سحر ہے ویسے بِکی ہوئی یہ دوکان بھی ہے

—o—

نظم

گلف وار

حالِ قلم سنانا کھڑکی نہیں کھلاتا
جنگ باز خبر تو لانا کھڑکی نہیں کھلاتا

جنگ سے جنگ ہوتا ہے موت ہی مرنا
انسانیت مٹانا کھڑکی نہیں کھلاتا

کرتا ہے منتشر جنگ افسوس کر رہے ہم
بدحالی میں فسانا کھڑکی نہیں کھلاتا

کس دیش سے وہ آئے کیوں دیش سے وہ بھاگے
کس دیش کہے گہنا کھڑکی نہیں کھلاتا

انکی زبان الگ ہے انکی زبان الگ ہے
ان کی اور انکی ایک ہی زبان ملانا کھڑکی نہیں کھلاتا

مذہب جنوں بھی ہے مذہب سکون بھی ہے
ایران اعراق دکھانا کھڑکی نہیں کھلانا

ہند پاک کس لئے ہیں کابل کس لئے ہیں لنکا کس لئے ہیں نیپال کس لئے ہیں
ہتھیار نہیں چلانا کھڑکی نہیں کھلانا

فتنہ یہی ہے فتنہ اس سے بچ کے رہنا
کیوں کی تلاش کرنا کھڑکی نہیں کھلانا

سحر کے قلم سے ہی جنگ باز نظم تنی ہے
بھارتی سکونِ دل سے اپنا بدن سجانا کھڑکی نہیں کھلانا

-٥-

وطن ہند

کاویری ستلج جہلم اور دریا سندھ ہے
چشمے لگن ہند ہے چشمے لگن ہند ہے چشمے لگن ہند ہے

ڈوبتا سورج دیکھو چڑھتا سورج دیکھو دیکھنا ہے ایک
دنگشورن ہند ہے دنگشورن ہند ہے دنگشورن ہند ہے

راستے اقسام ہے پل بھی اقسام ہے اقسام ہی اقسام ہے
اقسامِ لگن ہند ہے اقسامِ لگن ہند ہے اقسامِ لگن ہند ہے

ہے عجب نسلیں یہاں ہے عجب زباں یہاں عجب ہے عجب ہے
آنکھیں لگن ہند ہے آنکھیں لگن ہند ہے آنکھیں لگن ہند ہے

کئی بارش ہے کئی دھوپ ہے کئی امیر ہے کئی غریب ہے
رنگے سگن ہند ہے رنگے سگن ہند ہے رنگے سگن ہند ہے

شام بھی ایک ہے سحر بھی ایک ہے دین و مذہب ایک ہے
بھارتی وطن ہند ہے بھارتی وطن ہند ہے بھارتی وطن ہند ہے

— ○ —

رہنما قوم

کیا وجہ ہے کس لئے ہڑتال ہے بازار میں
لوگ کیوں دوڑتے ہیں اپنے رفتار میں

ان رہنماؤں کو گرانی ہے وزارت آج کی
کرسیاں کھو گئے رہتے ہیں گفتار میں

اس وزارت کو چلانے کی مدت ہے پانچ سال
تھا نہیں یقین یہ لوگ بھی بیوپار میں

ایک ہی پوشاک میں ہوتے نہیں ہیں رہنما
فرقہ پرستی ہے انہیں رنگین شلوار میں

یہ کون سا بیوپار کرتے آجکل کے رہنما
کیوں نہیں قوم سمجھا یا اپنے گلزار میں

سحر جب آئے تو گرجے گا یہ بھارتی
پر ہو تو ہی بچا ئیں شام کے اندھکار میں

— • —

بھجن

پراتا سمے گنیش جی کو کرنا بھگتو پرنام
دھوپ جلانا دیپک جلانا کرنا بھگتو پرنام

کتنا سُندر ہے پُوتر شنکر پاروتی کا
بھگتی سے ہی ہنسانا کرنا بھگتو پرنام

چُوتردشی کے دن کرتا ہے چندرما دارن
سندورسے گنیش سجانا کرنا بھگتو پرنام

منگل یہی ہے شُنی یہی ہے کہو سب کچھ یہی ہے
منگل کے دن لڈو کھِلا نا کرنا بھکتو پرنام

بن بن پر کار کی بھکتی سے ملتی مُکھتی منش کو
بھکتی کا من تو نہ دکھانا کرنا بھکتو پر نام

گنیش جی کی پربھات پھیری نکلی مرہٹھا میں
بھارتی ناگرک ہمیں دکھانا کرنا بھکتو پرنام

—٥—

بھجن

کیسے جپوُں میں مالا جب من ہے میرا کالا
من کو رکھوں پوِتر تب دھن ہے میرا کالا

جپنا ضرور ہے جینے میں جیون سوُر رہے
دھن کو رکھوں پوتر تب گن ہے میرا کالا

گِنتے ہیں ایک سو آٹھ ملتا نہیں سمرن کا گاڑھ
گِنت رکھوں پوِتر تب وُن ہے میرا کالا

ون میں چلتے سے دیکھے ہیں اینکھ پرندے
ون کو رکھوں پوِترتب کن ہے میرا کالا

کانوں سے شُدھ سنوں ورتاؤ کا دارن نہیں
کانوں کو رکھوں پوِترتب ورتن ہے میرا کالا

جیب میں کیا ہے من میں وہ ــــ ہے
بھارتی رہو پوِتر ہے سب کچھ ہے کالا کیسے جیبوں میں مالا

ـ • ـ

فریادِ ملازم

سیکرٹریٹ کے احاطے میں ہڑتال بے مثال
حاضر نہیں، حاضر جناب حاضر ہی گھومتا

غربت کے تنازعے نے بنایا ہے ملازم
دورِ جمہور میں افسر کو چومنا

ماہوار تنخواہ ہے نہیں ہر ایک کو برابر
روز روز کے ملازم کو ماہوار جھومتا

تنظیم کس سے کہتے ہیں تنظیم ایسی ہو
تنظیم میں اتفاق کا پرچم ڈھونڈا

مت سوچنا سکھ ڈوگرہ پنڈت مسلمان
انسان کو انسانیت سے نچوڑنا

بھارتی کہوں، شحنہ کہوں، آخر کہوں میں کیا؟
تخلص کے معاملے میں کیوں جھگڑنا

نوٹ:۔ یہ نظم ۷ جنوری ۱۹۹۲ء کو غیر معین ہڑتال سرکاری ملازموں کے بارے میں لکھی ہے۔

محمد یوسف ٹینگ کی ادبی مٹھائی

تھانہ نوباد میں رات گزاری
ادبی مٹھائی پر دیکھا، ہم نے جیل

ہوئی اس ادبی ادارے میں مار پیٹ
اُنکی لکھائی پر دیکھا، ہم نے جیل

جملے سے قلم بے جملے بنائے
اُلٹی پٹائی پر دیکھا، ہم نے جیل

محرم ہم ادیب بے ادبی مزاج سے
ادبی جدائی پر دیکھا، ہم نے جیل

فنکار از کار کر پھند کار بنایا
فن ادائی پر دیکھا، ہم نے جیل

لکھے خطوط میں نے صدر ہند کے نام
آپکی چھپائی پر دیکھا، ہم نے جیل

پولیس اور عدالت کی ضمانت ہے موجود
شاعر کی اداِئی پر دیکھا، ہم نے جیل

بھارتی سحر تیری تصنیف چندرما
تعلیم کی ادائی پر دیکھا، ہم نے جیل

نوٹ:- ۸ فروری ۱۹۹۲ء کو جناب محمد یوسف ٹینگ سابقہ سیکریٹری کلچرل اکیڈیمی نے شاعر کو جناب گڈا صاحب اور تاپنپوری صاحب کے حکم نامے کے مطابق کلچرل اکیڈیمی کے احاطے میں شاعر کو کافی مار پیٹ کر کے تھانہ نوآباد میں بھیج کر قیدی بنا کر بدحالی کی اور ججوں کے عدالت نے بعد میں یکطرفہ فیصلہ سنا کر شاعر کو باعزت پولیس کے چالان سے بری کر دیا۔ اور اسی سلسلے میں مندرجہ ذیل بالا نظم ارسال کرتا ہے۔

مُبارک مُسلم بھائی

عید آئی مُبارک مُسلم بھائی ہے
رنگوں میں اِک رنگ یہ لائی مُبارک مُسلم بھائی

روزوں کو قابو میں رکھ کر قابوں کا جنگ جیتا ہے
جنگوں میں اک جنگ یہ لائی مُبارک مُسلم بھائی

اقسام عقیدے اقسام مذہب اقسام ہند کے تہوار
اُمنگوں میں اِک اُمنگ یہ لائی مُبارک مُسلم بھائی

ہر ایک گھر میں رونق پائی رونق عید نے لائی ہے
آہنگوں میں اہنگ یہ لائی مُبارک مُسلم بھائی

ہند کے عید گاہوں میں نمازِ عید کا چرچا ہے
سنگوں میں اِک سنگ یہ لائی مُبارک مُسلم بھائی

دیوالی اور عید کی جھلک بھارتی سحر میں
دنگوں میں اک دنگ یہ لائی مُبارک مُسلم بھائی

نظم

یکسانیت

یہ گلی یا وہ گلی مطلب کی اِک گلی
یہ گلی یا وہ گلی رام کرشن یا علیؓ یا علیؓ

الف سے اومکار ہے الف سے اللہ ہے
الف سنت یا ولی رام کرشن یا علیؓ علیؓ

تب میں اِنسانیت دیکھتا ہے انسان
چاند کی چمک جلی رام کرشن یا علیؓ علیؓ

محبت نے محبت بانٹی ہر انساں میں
یکساں محبت چلی رام کرشن یا علیؓ علیؓ

بھارتی سحر کا مدعا ہے یکسانیت
یکساں خوشبو کھِلی رام کرشن یا علیؓ علیؓ

رام نومی کا مُبارک پیغام

رام نے رامائن کا ہمیں دیا پیغام
وہی لفظ پڑھ کر، ہم کہتے جے جے سیا رام

مندر جانا مندر آنا مندر ہے اک سماج
مندر میں پڑ کر ہم کہتے جے جے سیا رام

مایوسی ہی مایوسی ہے ہر اک بندے میں
مایوسی سے سڑ کر ہم کہتے جے جے سیا رام

گھنٹی جس نے جب بجائی اُس میں یہ آواز آئی
سچ کو جپ پڑھ کر ہم کہتے جے جے سیا رام

یہ تلک ماتھے پر ہے یہ تلک من میں اُبھرے
ہر تلک پڑھ کر ہم کہتے جے جے سیا رام

ہر کوئی بھگتی ہے قہر سُن لو بھارتی سحر
بھگتی کی د رڑھ کر ہم کہتے جے جے سیا رام

آزاد ہند کا پرچم

آزادی کا مطلب ہے کریں ہم قوم کو آزاد
آزادی کا مطلب ہے سُنیں گے قوم کی فریاد

کئی قربانیوں کے بعد ہوئی حاصل یہ آزادی
بنائیں گے حکومت ہم سُنیں گے قوم کی فریاد

ہزاروں رہنماؤں کی ہے باقی رہنمائی اب
کریں گے رہنمائی وہ گنیئں گے قوم کی فریاد

کوئی فتنہ اگر اُبھرے مٹائیں گے امن سے ہم
امن کاری امن سے ہی بنیں گے قوم کی فریاد

بھارتی کیلئے انگریزوں کی شام سحر نے ہی مٹایا ہے
پٹیل اور باپو کی سُنیں گے قوم کی فریاد

جنم اشٹمی

پڑھائی سے پڑھائی کیا پڑھائی سے ملتا
پڑھائی سے پڑھائی ہے بھگوان کرشن کی گیتا

شانت ہو شانتی لکھوں شانتی ہے آخر کیا
رہے ہم شانتی سے سب بھگوان کرشن کی گیت

جنگ ہوئی تو جنگ میں پیچھے ہو گئے کیوں
ارجن کی رکی یہیں کمان کرشن کی گیتا

کھیلوں میں کھیل کھیلی ناگ راج سے
بہادری ہے بہادر کی مان کرشن کی گیتا

دان ہے کیا دان کروں آخر کروں کیا دان
گیانی نہیں گیانی بنوں گیان کرشن کی گیتا

بھارت کے گھاٹ پر بر کنٹھ ہوتے ہیں کرشن جی
بھارتی سحر ہنس ہنس کے مان کرشن کی گیتا

--•--

غریب ملازم کی دیوالی

مناتے ہیں امیر لوگ دیوالی
کرتے ہیں خزانہ خالی

غریب ملازم غریب دیوالی
کرتے ہیں خزانہ خالی

ہم کلرک، ہم چپراسی
مالی طور پر، ہم ہے اداسی

گنتے ہیں ہم افسر کی ڈالی
کرتے ہیں خزانہ خالی

کھاتے افسر چاندی کے سونا
ماہوار تنخواہ پر، ہمیں رونا

پٹاتے ہیں افسر کے بچوں کی تالی
کرتے ہیں خزانہ خالی

ٹھہرتی بنگلے میں گاڑی سرکاری
ہند میں خون کی رہتی بیماری

کھانے کو ملتی ہے سرکاری تھالی
کرتے ہیں خزانہ خالی

دہشت گردی افسر کرائے
دشمن کا ساتھ ہمیشہ ملائے

کہتے ہیں غریب ملازم کی گالی
کرتے ہیں خزانہ خالی

سرکاری مسلہ سرکار آدھا
بڑھتا ہے اس سے رشوت کا باد ھا

ایمانداری حیائی ہے گالی
کرتے ہیں خزانہ خالی

یہ بنگلے تو نے کہاں سے بنائے
یہ پیسے روپے کہاں سے لائے

کرائیں گے ہم لوگ یہ بنگلے خالی
کرتے ہیں خزانہ خالی

ہندو مسلم آنکھوں سے کر دو دور
بھارتی شاعر شاعر ہے منظور

کرتے ہیں شاعری جناب علی
کرتے ہیں خزانہ خالی

ایک سال دورِ خان صاحب کیساتھ بحثیت کلرک محکمۂ خزانہ میں

مجھے معلوم نہیں ٹیلی فون کیسے اُٹھاتے
مجھے معلوم نہیں چپراسی لوگ یہ بھی سکھاتے
مجھے معلوم نہیں دلی سے فون خان صاحب کا آئے
مجھے معلوم نہیں وہ کسی افسر کو بُلائے
مجھے معلوم نہیں افسر کی رہائش پہ ہے ٹیلی فون
مجھے معلوم نہیں سرکار کی خواہش پہ ہے ٹیلی فون
مجھے معلوم نہیں آپ نے مجھے قتل کیے
مجھے معلوم نہیں سیاسی لیڈر کا خون پیا
مجھے معلوم نہیں دارالعلوم کا قتل آپ نے کیا
مجھے معلوم نہیں قیدی بن کے پاپ کیا
مجھے معلوم نہیں کون سا کام دفتر میں تھاؤں
مجھے معلوم نہیں مہمان کو کونسی کرسی دکھاؤں
مجھے معلوم نہیں کون سی کرسی ہے میری
مجھے معلوم نہیں کون سی کرسی ہے تیری

مجھے معلوم نہیں اک رات ہم جیل بھی جائیں گے
مجھے معلوم نہیں ادیب بن کے چوروں کے ساتھ ناشستگی

مجھے معلوم نہیں دلی والوں کیساتھ ملی بھگت ہی آپکی
مجھے معلوم نہیں تھی تو میری سچائی صاف کی

مجھے معلوم نہیں چند افسر مجھے ستائیں ..... گے
مجھے معلوم نہیں وہ لوگ بیکار بٹھائیں گے

مجھے معلوم نہیں چند اراکین آپکے، تانے بانے کرتے ہیں
مجھے معلوم نہیں تعلیم میں شیطانی کرتے ہیں

مجھے معلوم نہیں لندن سے کوئی آئے گا
مجھے معلوم نہیں شیکسپیر کی تعریف چرائے گا

مجھے معلوم نہیں لندن روس اور جاپان
مجھے معلوم نہیں ہنر پر کرتے ہیں چوری سیاستدان

مجھے معلوم نہیں قوطیدار میرے گھر میں تلاشی کرتے
مجھے معلوم نہیں میری شخصیت کئی لوگ مٹاتے

مجھے معلوم نہیں سیاسی قتل سیاسی طور ہوا ہوں
مجھے معلوم نہیں بھارتی سحر شام میں ہی اداسی ہوا ہوں

— ٥ —

نوٹ :- یہ نظم شاعر نے واقعہ دیکھ کے ہی لکھی ہے اور اُن دنوں محکمہ خزانہ میں جلیل احمد خان ایڈیشنل چیف سیکریٹری کے فرائض انجام دیتے تھے۔

ایسا دن ایسی ڈالی

دوست کا زایہ پیدائش جب آیا
دعوت پر کئی دوستوں کو اُسنے بلایا

پہلے پہل دوستوں نے اجلاس طلب کی
اجلاس میں ڈالیوں کو مسترد قرار دی

ڈالی نہیں مالی نہیں دوست خالی
دوست کی امید رہی ڈالی پہ ڈالی

پھر بھی چند پھول رکھے بند لفافے میں
شے کے مارے اُمید رہی قند لفافے میں

اختتام پذیر جب کھولے اُسنے لفافے
ڈالی کے نام سب کھولے اُس نے لفافے

پیسے نہیں تھے نہیں خالی یہاں ہے بھول
سوچا تھا جو کچھ اُنکا جہاں ہے بھوُل

دوست کو دوست نظر شام کو آیا
دوست سے دوست نے ہاتھ بھی نہ ملایا

کہنے لگے اے دوست خفا کیوں ہو آج
دیکھا دیکھی تحفے نے مٹایا ہے آج

میں بھارتی سحر مبارک کرنے آیا
خالی ہاتھ اور نہ مجھے پانی بھی پلایا

- ۰ -

حاضر ہی اُجرت ہی

آیا ہے زمانہ اپنی کمائی کا
یہ زمانہ ہے مزدور بھائی کا

پالتے ہم پیٹ اپنا ہر کوئی مجبور ہے
اپنے اپنے کار کا ہر کوئی مزدور ہے

اُجرت سے ہم نے کیا محروم مزدور کو
خون سے خون پیا محروم مزدور کو

ہر کوئی ہنس کے بیٹھے اپنے عیال میں
کمائی یہ کمائی ہے اپنے جنجال میں

رو رو کے مارے بیڑ کے نیچے کیوں سو گا
محنت کے مارے اپنی نیند میں کھو گیا

بندر کوے کی نظر پڑی اس بھائی پر
دونوں نے ہڑتال کی ان کی کمائی پر

دونوں نے گذارش پہ گذارش آپس میں کی
دونوں نے سفارش پہ سفارش خدا سے کی

محنت کی کمائی پہ کسی کی ہی ملے
ہنس ہنس کے اپنے عیال سے کھیلے

دونوں کی ہڑتال سے مزدور بیکار رہے
کل ہماری روٹی کیلئے بیت ہی آزاد ہے

کوٹھے پر ایک بوڑھی روز ہوتی تھی
روپیوں کی تھیلی اسکے پاس ہوتی تھی

دونوں نے روپیوں کی تھیلی دیکھ لی
بوڑھا بوڑھی کی تھیلی جب دیکھ لی

تب مست رہے دونوں اپنے باتوں میں
تب بندر نے تھیلی پکڑی اپنے ہاتھوں میں

لائی یہ تھیلی رکھی اُس پیڑ پر
گر گئی تھیلی پڑی مزدور کی نظر

اُٹھا کر تھیلی کہا خدا کا ہے گھر
اُٹھا کر تھیلی کیا اُجرت کا ہے در

بھارتی سمجھ اُجرت پر رہی ہے
گو کام نہیں حاضر تو وہی ہے

—•—

یادِ کرسمس

۲۴ کی رات چرچ ہوتا نہیں خالی
سُن کر سُناتے مذہب کی قوالی

چرچ کا دیوار چرچ سے سجایا
ستاروں کا انبار چرچ سے سجا یا
پادری کا شلوار چرچ سے سجایا
مُرید کا دیدار چرچ سے سجایا

چرچ کے مارے چرچ کی لالی
سُن کر سُناتے مذہب کی قوالی

بھارت کو سمجھتا ہوں ہر ایک مذہب میں
بھارتی سحر کہتا ہوں ہر ایک مذہب میں
دُکھ درد کہتا ہوں ہر ایک مذہب میں
مسیح کو پاتا ہوں ہر ایک مذہب میں

کرسمس سے کرسمس کی بجاتے تالی
سُن کر سُناتے مذہب کی قوالی

گورو گوبند سنگھ جی مہاراج

گورو گوبند جی مہاراج   تیرا جنم دن ہے آج

ملتا بھجنوں سے ہمیں گیان
ملتا گیانوں میں ہی گیان
ملتا گرنتھ اور پران
ملتا مل کر ہندوستان

ملتا ہندو سکھ سماج   تیرا جنم دن ہے آج

فرق نہیں ہے فرق کیا آخر
غرق نہیں ہے غرق کیا آخر
برق نہیں ہے برق کی آخر
عرق نہیں ہے عرق کیا آخر

کیا آخر میں آخر راج   تیرا جنم دن ہے آج

میں جھکا کے سر کہتا ہوں
میں نانک کا گھر کہتا ہوں
میں رام بھجن کر کہتا ہوں
میں واہیگورو ہر کہتا ہوں

بھارتی سحر بھارت کا تاج   تیرا جنم دن ہے آج

—o—

جمہوریتِ جمہورِ ہند

جمہوریت کا جمہور ہے جمہوریہ ہندوستان
جمہوریت کے آئین میں مشہور ہے ہندوستان

عدل سے عدل سُناتا ہے آئینِ ہند
حق سے حق بناتا ہے آئینِ ہند

انسان سے انسان ملاتا ہے آئینِ ہند
مذہب سے مذہب سجاتا ہے آئینِ ہند

مزدور کے آئین میں مشہور ہے ہندوستان
جمہوریت کا جمہور ہے جمہوریہ ہندوستان

گاندھی سبھاش پٹیل آزادی کے لال
گن گن کے کیا گنے جیل کے اجوال

پڑھیں کیا پڑھیں ریلوں کی مثال
بھارتی سمجھ جمہوریت سے نالا مال

نور کے آئین میں مشہور ہندوستان ہے
جمہوری بھی جمہور ہے جمہور ہندوستان

=ہ=

شوراتری مُبارکباد

شِو کو ہنساتا شِوراتری میں   شِو کو مناتا شِوراتری میں
شو لگن آئے شِوراتری میں
شِو مگن آئے شِوراتری میں
شو سگن آئے شِوراتری میں
شو پھگن آئے شِوراتری میں
شِو کو سجاتا شِوراتری میں   شِو کو مناتا شِوراتری میں
جے شنکر جے آرتی ستحر
جے شنکر جے بھارتی ستحر
جے شنکر جے صدارتی ستحر
جے شنکر جے بھارتی سحر
شِو کو ملاتا شِوراتری میں   شِو کو ملاتا شِوراتری میں

—٥—

گرجا گھر

ہے گرجا گھر یہ میرا ہے یہاں پر خُدا کا ڈیرا
اقسام گھر ہیں عقیدے
اقسام نظر ہیں عقیدے
اقسام اچھے ہیں عقیدے
اقسام منظر ہیں عقیدے
عقیدت مند کا پہرا ہے یہاں پر خُدا کا ڈیرا
بھارتی سحر عیسیٰؑ مسیح ہمارا
بھارتی سحر حضرت مسیح تمہارا
بھارتی سحر عالم کا سہارا
بھارتی سحر ایک کا تارا
بھارت کو عالم نے گھیرا ہے یہاں پر خُدا کا ڈیرا

بیساکھی مبارکباد

ہر ایک میلہ ہر ایک بہانہ   بیساکھی جھوم جھوم کے آئی

اس میلے کا جلیانوالہ

آزادی کا نعرہ نرالا

بہتیوں کو کیا سنبھالا

بجلی بہ توپوں کا ازالہ

کسان کا ملک کسان بجائی   بیساکھی جھوم جھوم کے آئی

بھارتی سکھ بھارتی جذبہ

بھارتی سکھ ہندو بھارتی جذبہ

بھارتی سکھ عیسائی بھارتی جذبہ

بھارتی سکھ جملہ بھارتی جذبہ

عالمی انسانیت میں چھائی   بیساکھی جھوم جھوم کے آئی

=•=

ڈاکٹر امبیدکر

ایک سمان ہے نارِی نر — ہند کے معمار ہے امبیدکر
جن جن کے جھگڑا کی تھا قانون ساز
جن جن کے بنا کی تھا قانون ساز
جن جن کے بھلائی تھا قانون ساز
جن جن کے مطابی تھا قانون ساز
جن جن ترمیم تھا قانون گھیر — ہند کے معمار ہے امبیدکر
بھارتی سمجھ بھارت کا آئین
بھارتی سمجھ ایک ہی ذہین
بھارتی سمجھ ایک ہی بہین
بھارتی سمجھ ایک ہی زمین
نہ کوئی نوکر نہ کوئی افسر — ہند کے معمار ہے امبیدکر

=۰=

عید مبارک

ہر شوق سے مومن بے قرار ہی رہا بے قراری چاند کے دیدار میں رہا

مرضی کیا عرض ہے غرض کا ہے مہینہ

روزے کیا روزہ ہے فرض کا ہے مہینہ

مومن کیا مومن ہے قرض کا ہے مہینہ

حکیم کیا حاکم ہے لرز کا ہے مہینہ

عید کے کپڑوں کے انتظار میں رہا بے قراری چاند کے دیدار میں رہا

چاند کی شہادت عیدگاہ میں دیکھ لو

مومن کی وحدت عیدگاہ میں دیکھ لو

عید کی کیفیت عیدگاہ میں دیکھ لو

بھارتی سحر رحمت عیدگاہ میں دیکھ لو

گردش روزوں کے انتظار میں رہا بے قراری چاند کے دیدار میں رہا

—٥—

قبول کر عید مُبارک

قبول کر مومن میرا عید مُبارک   کوئی بھی نہیں ڈھیرا عید مُبارک

ملنے کا ملنسار ہے دیدار خُدا کا

دِلنے کا دِلنسار ہے دیدار خُدا کا

کھِلنے کا کھِلنسار ہے دیدار خُدا کا

ہلنے کا ہلنسار ہے دیدار خُدا کا

مٹانا ہے ہیرا پھیرا عید مُبارک   کوئی بھی نہیں ڈھیرا عید مُبارک

بھارتی سحر بھارت میں مسلمان بھی رہتے

بھارتی سحر بھارت میں وہ پاکستان نہیں کہتے

بھارتی سحر بھارت میں وہ ازبکستان نہیں کہتے

بھارتی سحر بھارت میں وہ افغانستان نہیں کہتے

الس بیت کا چہرہ بہرہ عید مُبارک   کوئی بھی نہیں ڈھیرا عید مُبارک

بھگوان بدھ

بھگوان بدھ کو کرتا ہوں پیار روز سے — بھگوان بدھ ہیں شانتی کا سبق کہتے

شانتی سے شانتی کا دیپک جلایا

امن سے امن کا ہاتھ ملایا

جنگی خیالوں کو بدھ نے دبایا

امن سے امن کا پیغام پھیلایا

چین، جاپان، لنکا میں ایسے اصول بستے — بھگوان بدھ ہیں شانتی کا سبق کہتے

بھارتی سمجھ بھارت میں امن لگا ہے

بھارتی سمجھ بھارت میں جگمگا رہا ہے

بھارتی سمجھ بھارت میں ہر کوئی لگا ہے

بھارتی سمجھ بھارت میں بدھ لگا ہے

بیٹھ بیٹھ کے پیپل کے نیچے کہتے — بھگوان بدھ ہیں شانتی کا سبق کہتے

=۰=

بھگوان رام

ابھی نہ رکھنا راج کی نہ تاراج کی — بات کرنا رام جی کے راج کی

پتا کے کہنے پر رام نے مان کیا
چھوڑا راج تلک سب بلیدان کیا
دُرگا پوجا کر کے مہان کیا
دن میں پوجا کر کے جیون نجان کیا

خبر کیا ہے خبر رکھوں آج کی — بات کرنا رام جی کے راج کی

بھارت سبھوں کا قدر دان ہے
بھارت میں ہندو مسلمان ہے
بھارت عربی میں ہندوستان ہے
بھارت سے سحر رام کا مہربان ہے

پوجا کریں گے کیا اب تمہارا راج کی — بات کرنا رام جی کے راج کی

=•=

بھگوان مہاویر

کروں بھجن دِن رات تیرا   جے مہاویرا جے مہاویرا

من میں تیرا تیرا نام

من سے کرتا تجھے پرنام

تیرا سب کچھ تیرا قیام

تیرا سب کچھ تیرا دام

سمرن میں کیا ہیرا پھیرا   جے مہاویرا جے مہاویرا

بھارتی سحر ہر بھگتی کرتا

پریمی من سے پریم ہی کرتا

کھوجوں میں کیا کھوج کرتا

مہاویر جی کی پوجا کرتا

سب کچھ اُس کا ہے یہ میرا   جے مہاویرا جے مہاویرا

-o-

یادِ صدا

خدا ہی گواہ ہے گواہ ہی خدا　　میرے دوستوں سُنو پچھلی صدا

اس ہند کا میں عجب سنتوُر ہوں

اس ہند کا میں عجب ناسُور ہوں

اس ہند کا میں عجب معذور ہوں

اس ہند کا میں عجب مجبوُر ہوں

ادا ہی گواہ ہے گواہ ہی ادا　　میرے دوستو سُنو پچھلی صدا

ہُنر کی مہارت میں کس کو کہوں؟

ہُنر کی عمارت میں کس کو کہوں؟

ہُنر کی حرارت میں کس کو کہوں؟

بھارتی سحر بھارت میں کس کو کہوں؟

مُدعا ہی گواہ ہے مُدعا　　میرے دوستو سنو پچھلی صدا

—•—

مہاراجہ گلاب سنگھ

مہاراجہ گلاب سنگھ کی موجودہ کہانی — اصول یہ اصول ہے اصول کہانی

شخصی حکومت پر عوام خوش نہیں

جمہوری حکومت پر عوام خوش نہیں

ہر ایک حکومت پر عوام خوش نہیں

ہر ایک قیامت پر عوام خوش نہیں

ہر ایک صداقت پر عوام خوش نہیں

وصول یہ وصول ہے وصول کہانی — مہاراجہ گلاب سنگھ کی موجودہ کہانی

گلاب میں گلاب سنگھ کے دو مہاراجوں کی تواریخ

راجے میں راجے کے میناروں کی تھی تواریخ

ڈوگرہ میں ڈوگرہ کے دیواروں کی تواریخ

بھارت میں بھارت میں ہزاروں کی تواریخ

مقبول یہ مقبول ہے مقبول کہانی — مہاراجہ گلاب سنگھ کی مشہور کہانی

=۰=

نوٹ: یہ نظم ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۹۰ء کو ہفتہ وار "ڈوگرہ" نیوز میں چھپ کر عوام کے سامنے آگئی

راج گھاٹ

آزاد ہوئے آزاد کیا آزاد ہیں ہم   گاندھی کا ہند گاندھی نے مٹایا غم

ڈر ڈر کے مارے ٹھوکریں کھاتے تھے ہم

گھر گھر کے مارے ٹھوکریں کھاتے تھے ہم

زر زر کے مارے ٹھوکریں کھاتے تھے ہم

در در کے مارے ٹھوکریں کھاتے تھے ہم

آندھی کا ہند گاندھی نے مٹایا غم   آزاد ہوئے آزاد کیا آزاد ہے

راج گھاٹ بھارت کا آئینہ ہے

ہمارا ہمارے بھارت کا آئینہ ہے

آزادی کے مہا بھارت کا آئینہ ہے

سمادھی ضمیر ہند گاندھی نے مٹایا غم   آزاد ہوئے آزاد کیا آزاد کیے ہیں ہم

=o=

مُبارک ہولی آئی

ہولی آئی ہولی آئی مُبارک ہند کے بھائی ‌ یکسانیت کی رنگت لائی مُبارک ہند کے بھائی

ہند کے سرزمین پر انسانیت کا پرچم

ہند کے سرزمین پر عنایت کا پرچم

ہند کے سرزمین پر ہدایت کا پرچم

ہند کے سرزمین پر کفایت کا پرچم

تہواروں کا پرچم سمائی مُبارک ہند کے بھائی ‌ یکسانیت کی رنگت لائی مُبارک ہند کے بھائی

بھارتی سحر بھارت میں شام ہی شام

بھارتی سحر بھارت میں رام ہی رام

بھارتی سحر بھارت میں امام ہی امام

خلق ہی میں ملن پائی مُبارک ہند کے بھائی ‌ یکسانیت کی رنگت لائی مُبارک ہند کے بھائی

—٥—

گورو روی داس

بار بار چہل پہل گورو رویداس کی　　بازار میں چہل پہل گورو روی داس کی

گیان میں گیان ہے گیانوں کے سنت جی

مان میں مان ہے مانوں کے سنت جی

دھیان میں دھیان ہے دھیانوں کے سنت جی

جان میں جان ہے جانوں کے سنت جی

گفتار میں چہل پہل گورو روی داس کی　　بار بار چہل پہل گورو روی داس کی

چرچا ہی چرچا ہزار عقیدت مند

جے پکارتا بچہ ہزار عقیدت مند

برہمن بھی نچا ہزار عقیدت مند

بھارتی سحر بھارت اچھا ہزار عقیدت مند

کردار میں چہل پہل گورو رویداس کی　　بار بار چہل پہل گورو رویداس کی

—٥—

لوہڑی مبارک

مٹھائی کھلاتے ہو کھلاتے شوق سے ہم لوگ
ارے بھائی یہ لوہڑی مناتے شوق سے ہم لوگ
نچا کر نچاتے ہو سُناتے ڈھول کی آواز
بہانے ایک بہانے میں چُھناتے ڈھول کی آواز
سما ہی سماجاتے گناتے ڈھول کی آواز
کشتی میں گشتی ہے لہراتے ڈھول کی آواز
ارے آئی ہے لوہڑی منانے شوق سے ہم لوگ
مٹھائی کھلاتے ہو کھلاتے شوق سے ہم لوگ
ہوئی کس کی شادی کہو شادی کا ہے سال
بنی کون اب دادی کہو دادی کا ہے سال
تنی کس کی عمارت کہو یادی کا ہے سال
کہو بھارتی تحریر تیری چاندی کا ہے سال
ارے سمائی ہے یہ لوہڑی منانے شوق سے ہم لوگ
مٹھائی کھلاتے ہو کھلاتے شوق سے ہم لوگ

جوانِ ہند

ہند کا جواں ہوں نگہبان ہوں ہندوستان کا قدردان ہوں

گھر میرا قوم ہے گھر ہی آزاد ہے

سرحد پہ مجھے سرحد ہی یاد ہے

ہم بھی شاد ہے سرحد بھی شاد ہے

دشمنی کی چوکسی کا ہی مراد ہے

رل مل کے سرحد پہ فوجی جواں ہوں ہندوستان کا قدردان ہوں

ہم پر جب کبھی دشمن اُبلے

کرتے دشمن پر، ہم کتنی حملے

امن کیلئے، امن کے ہی گملے

سرحد پہ ہوتے سرحد کے جھملے

بھارتی سحر بھارت کا جواں ہوں ہندوستان کا قدردان ہوں

— • —

شبِ معراج کی مبارکباد

شبوں میں ہے شبِ معراج اس درگاہ کا وہ سرتاج
اے مومن رکھ خُدا کا سایہ
آفت میں وہی درکار آیا
جس نے جس کو ہمیشہ پایا
خُدا نے ہمیں یہاں پر لایا
وہی آگاہ ہے وہی سرتاج شبوں میں ہے شبِ معراج
خُدا نے لکھی ہماری برات
عبادت میں گزری رات
ہندو مسلم ایک ہی ذات
بھارتی سحر بھارت کی بات
ایک نگاہ کا وہ سرتاج شبوں میں ہے شبِ معراج

—ہ—

نظم

نیا واقعہ نیا سال

رحمت کی قطروں سے دکھایا ہے نیا سال
قسمت کی چھپائی سے چھپایا ہے نیا سال
غربت کی غریبی میں چھپا کر رکھا عیال
حالت کی ملائی سے ملایا ہے نیا سال

پچھلا نہیں پچھلا سہی پچھلا لکھا احوال
زحمت کی پٹائی سے پٹایا ہے نیا سال
مغرب کو جلا کے بگاڑتے ہوا ب شمال
اُلفت کی رُباعی سے سُنایا ہے نیا سال

پسینے سے پسینوں نے جھکایا ہے حمال
محنت کی کمائی سے کمایا ہے نیا سال
کام سے ہی روزگار کام میں ہی جال
عظمت کی صفائی سے سجایا ہے نیلسال

بھارتی سحر بھارت کو رہے جمال
انسانیت کی سلائی سے گمایا ہے نیا سال

شکوۂ کشمیر

ادھر کشمیر اُدھر کشمیر کرو مسلہ ہمارا حل
فقط مسلہ ادھورا اب کرو مسلہ ہمارا حل

قتل دن رات ہوتے ہیں بکیس لوگ مرتے ہیں
خدا سے پوچھتے ہم سب کرو مسلہ ہمارا حل

بڑھاتے حال دھماکوں کا چھپاتے حال دھماکوں کا
صحافی کی صحافت تب کرو مسلہ ہمارا حل

سیاست دان ڈرتے ہیں
سیاست دان کہتے ہیں

کہا کرتے بچائے رب
کرو مسئلہ ہمارا حل

سڑک پر دوست ملتا ہے
ملنساری سے ڈرتا ہے

فقط کالے امن کا نب
کرو مسئلہ ہمارا حل

بھارت بھارتی سے جوڑو
امنِ ستمگر سے دوڑو

فقط دیکھا دھُندلا شب
کرو مسئلہ ہمارا حل

—•—

جگموہن نمبر

تیری آواز کو سازوں سے سجاتا ہوں
اُسی یاد میں یہ نظم کہتا ہوں

اِندراجی کی یاد میں

ووٹ میں مذہب نہیں کیا ووٹ کی پہچان ہے
مت سمجھتا ہوں میں ہندو وہ مسلمان ہے

ان گمراہ نعروں سے ذرا بچ کے رہتا
کرسیوں کیلئے نعرہ پاکستان ہے

آگ اور لوٹ سے نقص امن ہوتا ہے
اے سیاستدان تو ہی قوم کا نادان ہے

امن میں خلل نہیں امن میں ہی دل لگی
امن کی راہ پر خدا یا بھگوان ہے

جمہوریت اِک حقیقت ہے
ہر مذہب میں ہندوستان ہے

پتھر مار کر تو سحر بچ گیا
ہم اُن لوگوں کے بہت مہربان ہے

کہاں نانک کہاں رام کہاں غریبوں کو آرام
ہندو سکھ بکھر گئے رہے پھر غلام

شکوہ پنجاب

کسی نے کسی کی خبر سنائی قتل ہوئے ہیں پنجابی بھائی
ودیشیوں نے تحریک چلائی قتل ہوئے ہیں پنجابی بھائی

کہاں گاندھی کہاں نہرو کہاں سبھاش کہاں بھگت سنگھ
ہند نے انکی تصویر چھپائی قتل ہوئے ہیں پنجابی بھائی

کہاں بنگالی کہاں گورکھا بھائی بند ان کا سوکھا
ہند میں ووٹوں کی لڑائی قتل ہوئے ہیں پنجابی بھائی

کہاں میرٹھ کہاں پنجاب انسانیت کا برا عذاب
ودیشیوں کی عجب سلائی قتل ہوئے ہیں پنجابی بھائی

کہاں ہوشیار پور کی گاڑی بیٹھی تھی کسی کی لاڑی
گولی چلی بجے تھے ڈھائی قتل ہوئے ہیں پنجابی بھائی

کہاں شام کہاں سحر دانشوروں نے پلایا زہر
تعصب نے کی اسکی سگائی قتل ہوئے ہیں پنجابی بھائی

-٭-

شکوۂ ہند

لکھتا ہوں پر نہ لکھے یہ بہت افسوس ہے
کیا کروں میں اس قلم کو ہند کی تاثیر ہے

روتا ہوں پر نہ روئے یہ بہت افسوس ہے
کیا کروں میں اس ستم کو ہند کی تاثیر ہے

سمجھاتا ہوں پر نہ سمجھے یہ بہت افسوس ہے
کیا کروں میں اس صنم کو ہند کی تاثیر ہے

لہراؤں پر نہ لہرے یہ بہت افسوس ہے
کیا کروں میں اس علم ہند کی تاثیر ہے

چھپاتا ہوں پر نہ چھپے یہ بہت افسوس ہے
کیا کروں میں اس شرم کو ہند کی تاثیر ہے

ہنستا ہوں پر ہنسے یہ بہت افسوس ہے
کیا کروں میں اس الم کو ہند کی تاثیر ہے

سحر دیکھوں پر نہ دیکھے یہ بہت افسوس ہے
کیا کروں میں اس کرم کو ہند کی تاثیر ہے

-o-

اگر ہند کا نہیں ہوتا
نہیں کھوتا شیر ہوتا

چھپا بھارت

کریں شکوہ اگر ہند کوئی غلطی نہیں انکی
سکھانا ہے فرض ہم کو کوئی غلطی نہیں انکی

پائی جمہور کی گٹھڑی اسی گنگا میں ڈولی ہے
نہانے سے مرض ہم کو کوئی غلطی نہیں انکی

دیکھے آثار غلامی کے ہوئے آزاد مہینوں سے
وصولی ہے قرض ہم کو کوئی غلطی نہیں انکی

نہیں انسانیت پائی قتل سے ہی قتل بھائی
عدل سے ہی غرض ہم کو کوئی غلطی نہیں انکی

چھپا بھارت اسی دل میں پڑھو گے تو شام ہوگی
سحر تیری عرض ہم کو کوئی غلطی نہیں انکی

—٥—

ارے ماں کیا یہی آزادی ہے
جہاں محنت نہیں شیطانی ہے

آزادی

مُبارک لکھ رہا ہوں قوم آزاد
ارے بھائی رہے قوم دل شاد
اگر صدمہ ہوا ہے پھر مُبارک
مُبارک سے رہے وطن آباد
کسی صدمے سے خوشی ہوتی
خوشی نا ہو تو دل برباد
خوشی کا رازِ دل میں نہیں رکھنا
اندر رکھنے سے ہوتا اپراد
سحر کو بے منہ سے بہت پیار ہے
نہیں پاکستان سے کوئی ہے مُراد

—•—

مت پوچھو حال کیا حال ہی میں چال ہے
ہندوستانی کے لئے میری ہی مثال ہے

تیری یاد میں

خبر کو ہی قبر میں دفن کرائی
ارے بھائی اب جمہور آئی

مبارک سے مبارک کر رہا ہوں
گرجتی ہے تیری شہنائی

ہلانا ہے پرچم ہاتھوں سے
سکونِ دل سے تیری دعائی

سلامی سے سلامت میں رہے ہم
نئے انداز کی تیری سگائی

تیرے دودھ سے بھرپور رہا ہوں
جنم دن ہے تیرا تیری مٹھائی

ارے ماں گاندھی کو پھر جگا دو
سحر شب کی بنے گی تب لڑائی

-o-

کشمیر یا کشمیری

کشمیر کا کشمیر ہوں کشمیری بھائی
کشمیر نے کشمیر میں کشمیریت پائی

قوم ہو ذات ہے باتوں میں بات ہے
ہر ایک ظلم جبر کی گردن ہی مٹائی

عزت یہی جہالت یہی عزت کا پیغام ہی
عزت کے قید خانے میں عزت کی رہائی

انسانیت کی چھاپ کو ہم لوگ چھپاتے
دہشت گردوں نے یہ چھاپ مٹائی

یادِ ہوا یکساں محسوس کرتے ہم
انسان کو انسانیت پر کیوں لڑائی ہم

شامہ نگین دیکھ کر شامہ غزل لکھو
سحر کے آمد تک نیند کمائی

-۵-

پچاسوی جمہور

جمہور کی سیاست جمہور کی صحافت
جمہور سے جمہور جمہور ہندوستان

ہند کے سیاستدان
ہند پر ہے مہربان

ان کی سیاسی دوکان
ہند کے ہیں قدردان
منظور سے منظور جمہور ہندوستان

عوام کی شکایت
عوام کی صدایت

عوام کی صداقت
عوام کی ضیافت
غرور سے غرور جمہور ہندوستان

اِنسانوں کی برات
اِنسانوں کی ذات
سحر ہو یا رات
کرتے ہیں ہم گات
دستور سے دستور جمہور ہندوستان

—٥—

جناب گاندھی

سرکارِ انگیز و دفن گاندھی فریاد وطن
اہلِ رتن اہلِ وطن پہ ہیلے ہند کا وطن

سرزمین و لکھنو سرزمین و اجمیر
سربلند و کشمیر سربلند و تابیر

سربلند و تابلند و ہربلند و تاثیر
کربلند و گھربلند و کربلند و دلگیر
اہلِ رتن اہلِ وطن بہیلے ہند کا وطن

ذاتوں پاتوں ہیں ہند ریاستوں ہیں
پرچمِ ہند یک لہر ہاتھوں میں

جنگِ آزادی ہے ہند کے کھاتوں میں
دشمن کی گردن دلیر کے ہاتھوں میں
اہلِ رتن اہلِ وطن سہلے ہند کا وطن

اُلٹی پلٹی ہے سیاست اُلٹا پلٹا کام
اُلٹی پلٹی ہے جہالت اُلٹا پلٹا کام

اُلٹی پلٹی ہے عداوت اُلٹا پلٹا دام
اُلٹی پلٹی ہے مہارت اُلٹا پلٹا جام
اہلِ رتن اہلِ وطن کھیلے ہند کا وطن

—٥—

ہندوستان پاکستان ایکہی
گُلستان

کیا ہندوستان کیا پاکستان ؟
پاس میرے دونوں انسان

ایک اُردو ایک ہندی
ایک پنجابی ایک سندی
خاص میرے دونوں انسان

ارے نمستے ارے جناب
رنگِ جہلم رنگِ چناب
اداس میرے دونوں انسان

یہ ریاست وہ ریاست
دونوں ملکوں کی سیاحت
داس میرے دونوں انسان

اُڑتا کوا اُڑتا طوطا چلتا گھوڑا چلتا کھوتا
گھاس میرے دونوں انسان

کب شام کب سحر ایک ہی دریا کی لہر
راس میرے دونوں انسان

اوتار کرشن گنجو، بھارتی سحر گاندربلی